ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
38
www.tanzeem.org
12 تا 18 محرم الحرام 1439ھ/ 3 تا 9 اکتوبر 2017ء

اجنبیت

راہ حق میں ملامت مخالفانہ بھی ہوتی ہے اور ناصحانہ بھی۔ لوگ ہمدرد بن کر کہتے ہیں: میاں اپنے کیریئر کی فکر کرو، کچھ تو اپنے مستقبل کا خیال کرو، اپنی اولاد کے متعلق سوچو، بچیوں کے ہاتھ پیلے کرنے ہیں — تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ پاگل اور دیوانے ہوگئے ہو؟ کہ بس ایک دُھن تم پر سوار ہوگئی ہے، کچھ تو سوچو اور اپنے مستقبل کی فکر کرو۔ یہ ناصحانہ انداز کی مخالفت ہے۔ دوسری مخالفانہ انداز کی ملامت ہوتی ہے: شیخ چلی کے خواب دیکھ رہے ہو! صدیوں سے جمے جمائے نظام کو بدلنے کے لیے کھڑے ہو رہے ہو؟ ہم نے اپنے آباء واجداد سے جو نظام ورثہ میں پایا ہے، اس کی مخالفت کر رہے ہو۔ کیا ہمارے اسلاف نادان تھے جو اس نظام کو قائم کر گئے اور کیا ہمارے موجودہ عمائدین وقائدین بیوقوف ہیں جو اس نظام کو چلا رہے ہیں؟ پھر ان کی سیادت وقیادت ہے، ان کا اثر ورسوخ ہے، ان کے ہاتھ میں قوت وطاقت ہے، ان کے مالی ومعاشی مفادات اس نظام سے وابستہ ہیں۔ تم مٹھی بھر سر پھرے کیا تیر مار لوگے؟ — ان دونوں قسم کی ملامتوں سے کوئی اثر لئے بغیر اپنی توانائیاں، اپنی قوتیں، اپنی صلاحیتیں اللہ کے دین کا بول بالا کرنے کے لیے لگانا، یہ ہے وہ اہم وصف جو سچے اہل ایمان میں ہونا ناگزیر ہے، جو غلبۂ دین حق کے لیے کوشاں ہوں۔

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

اس شمارے میں

سیاسی اور عسکری قیادت پھٹے ہوئے پیج پر

عظمتِ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

مطالعۂ کلامِ اقبال

این اے 120 کے نتائج اور تبدیلی کی امید

زمانہ منتظر ہے......

پے در پے حج وعمرہ نہ کرنے......

پاکستان میں شریعت محمدی ﷺ کا نفاذ

دین اللہ کے آئینی نفاذ کی وکالت......

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

سب کو جہنم کے اوپر ''پلِ صراط'' سے گزرنا ہوگا

الھدیٰ (773)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ مَریَم | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات:69 تا 72

ثُمَّ لَنَنۡزِعَنَّ مِنۡ کُلِّ شِیۡعَۃٍ اَیُّہُمۡ اَشَدُّ عَلَی الرَّحۡمٰنِ عِتِیًّا ﴿ۚ۶۹﴾ ثُمَّ لَنَحۡنُ اَعۡلَمُ بِالَّذِیۡنَ ہُمۡ اَوۡلٰی بِہَا صِلِیًّا ﴿۷۰﴾ وَ اِنۡ مِّنۡکُمۡ اِلَّا وَارِدُہَا ۚ کَانَ عَلٰی رَبِّکَ حَتۡمًا مَّقۡضِیًّا ﴿ۚ۷۱﴾ ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِیۡنَ فِیۡہَا جِثِیًّا ﴿۷۲﴾

آیت ۶۹ ﴿ثُمَّ لَنَنۡزِعَنَّ مِنۡ کُلِّ شِیۡعَۃٍ اَیُّہُمۡ اَشَدُّ عَلَی الرَّحۡمٰنِ عِتِیًّا ﴿۶۹﴾﴾ ''پھر ہم ضرور چھانٹ کر نکال لیں گے ہر گروہ میں سے ہر اس شخص کو جو اُن میں سب سے زیادہ سخت تھا رحمٰن کے خلاف سرکشی میں۔''

اس اجتماع میں سے ہر ہر گروہ کے ایسے سرکردہ لیڈروں کو چن چن کر علیحدہ کیا جائے گا جو اللہ تعالیٰ کے معاملے میں زیادہ اکڑنے والے تھے اور اس کے مقابلے میں سرکشی اور گستاخی میں پیش پیش رہتے تھے۔ چنانچہ ابو جہل اور عقبہ بن ابی معیط جیسے بڑے بڑے مجرموں کو چھانٹ کر الگ کر لیا جائے گا۔

آیت ۷۰ ﴿ثُمَّ لَنَحۡنُ اَعۡلَمُ بِالَّذِیۡنَ ہُمۡ اَوۡلٰی بِہَا صِلِیًّا ﴿۷۰﴾﴾ ''پھر ہم خوب جانتے ہیں ان لوگوں کو جو اس میں پہلے داخل ہونے کے لائق ہوں گے۔''

آیت ۷۱ ﴿وَ اِنۡ مِّنۡکُمۡ اِلَّا وَارِدُہَا ۚ کَانَ عَلٰی رَبِّکَ حَتۡمًا مَّقۡضِیًّا ﴿۷۱﴾﴾ ''اور تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو اس پر وارد نہ ہو۔ یہ آپ کے رب کا حتمی فیصلہ ہے۔''

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ نوعِ انسانی کے تمام افراد کو جہنم کے اوپر ''پل صراط'' پر سے گزرنا ہوگا۔ اہل جنت روشنی میں بڑی سرعت اور آسانی کے ساتھ پل صراط کو پار کر کے جنت میں داخل ہو جائیں گے' جبکہ اہل جہنم اندھیرے میں ٹھوکریں کھا کھا کر نیچے آگ میں گرتے جائیں گے۔ اہل جنت کو اس پر سے گزارنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنی آنکھوں سے جہنم کا مشاہدہ کر لیں اور انہیں اندازہ ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ان کی مغفرت کر کے انہیں کس ہولناک انجام سے بچایا ہے۔

آیت ۷۲ ﴿ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِیۡنَ فِیۡہَا جِثِیًّا ﴿۷۲﴾﴾ ''پھر ہم بچا لے جائیں گے انہیں جنہوں نے تقویٰ کی روش اختیار کی تھی اور چھوڑ دیں گے ظالموں کو اسی میں گھٹنوں کے بل گرے ہوئے۔''

یعنی اہل ایمان اور اہل تقویٰ پل پر سے گزرتے جائیں گے اور مجرم لوگ نیچے جہنم میں گرتے جائیں گے۔

فرمان نبویؐ

اللہ پر ایمان کے معنی

عَنۡ عَائِشَۃَ قَالَتۡ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ ((یُحۡشَرُوۡنَ حُفَاۃً عُرَاۃً غُرۡلًا)) قَالَتۡ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ الرِّجَالُ وَ النِّسَاءُ یَنۡظُرُ بَعۡضُھُمۡ اِلٰی بَعۡضٍ۔ فَقَالَ ((اَلۡاَمۡرُ اَشَدُّ مِنۡ اَنۡ یُّھِمَّھُمۡ ذَاکَ))

(بخاری کتاب الرقاق)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (قیامت کے دن) سب انسانوں کو (ایک میدان میں) جمع کر دیا جائے گا اس حال میں کہ وہ بالکل عریاں، ننگے پاؤں اور بغیر ختنہ کے ہوں گے۔'' حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس صورت میں تو مرد اور عورتیں ایک دوسرے کو (برہنہ حالت میں) دیکھیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کی ہولناکی کی وجہ سے کسی کو کسی کی طرف دیکھنے کا ہوش نہ ہوگا۔''

تشریح: قیامت کے دن لوگ کپڑوں سے بے نیاز بغیر ختنہ کے ننگے پاؤں اپنی اپنی قبروں سے اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ پوری نسل انسانی کو ایک میدان میں جمع کر دیا جائے گا۔ جواب دہی کے احساس، حساب و کتاب کے خوف اور اللہ تعالیٰ کے جلال کا غیر معمولی رعب کسی دوسرے کی طرف دیکھنے کی مہلت ہی نہ دے گا۔ انسان اپنی ذات کی فکر کے سوا خارجی ہر فکر سے بے نیاز ہوگا۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
12 تا 18 محرم الحرام 1439ھ جلد 26
03 تا 09 اکتوبر 2017ء شمارہ 38
مدیر مسئول حافظ عاکف سعید
مدیر ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا----------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

سیاسی اور عسکری قیادت پھٹے ہوئے پیج پر

پاکستان کی مقتدر قوتوں کو یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ نائن الیون کے بعد جب امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تھا تو اس وقت کے فوجی حکمران جنرل مشرف نے امریکہ سے جو غیر مشروط تعاون کیا تھا اور نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکہ اور نیٹو کا فرنٹ لائن اتحادی بنا تھا وہ اسلامی نقطۂ نظر سے غلط تو تھا ہی پاکستان کی سلامتی کے حوالے سے بھی انتہائی خطرناک ثابت ہوا۔ جنرل مشرف نے اس وقت ''سب سے پہلے پاکستان'' کا نعرہ لگایا تھا لیکن عملی طور پر اس نے پاکستان کی بقا اور سلامتی پر کلہاڑا چلا دیا تھا۔ جب بھی جنرل مشرف پر اس حوالہ سے تنقید کی جاتی ہے تو نہ صرف سیکولر حضرات جنہیں امارتِ افغانستان سے خدا واسطے کی دشمنی تھی بلکہ بعض اسلامی سوچ رکھنے والے پاکستانی بھی یہ کہتے ہیں کہ کیا پاکستان کو امریکہ سے جنگ کا خطرہ مول لے لینا چاہیے تھا جو طاقت کے نشے میں مست تھا اور نائن الیون کی وجہ سے دنیا اسے مظلوم قرار دے کر اس کے ساتھ کھڑی تھی اور وہ کہہ رہا تھا: Either with us or against us۔ کوئی gray area نہیں ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ امریکہ کا فرنٹ لائن اتحادی بننے کی حماقت کی طرح امریکہ کو کھلا چیلنج دینا بھی غلط ہوتا۔ امریکہ اعلانیہ طور پر کتنا بھی کہتا کہ کوئی بیچ کا راستہ نہیں ہے بیچ کا راستہ نکالا جا سکتا تھا ہم دنیا کو بتاتے کہ کسی الزام کے ثابت ہونے سے پہلے ہم ملزم کو مجرم قرار دے کر ایک فریق کا ساتھ کیوں دیں؟

جو لوگ اس نقطۂ نظر کے حامی ہیں کہ پاکستان کو امریکہ کا جنگ کا چیلنج قبول کر لینا چاہیے تھا انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ افغان طالبان بھی جو آج تک امریکہ کے خلاف ڈٹے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کھلی جنگ سے پرہیز کیا تھا اور وقتی طور پر پسپا ہو کر پہاڑوں پر چلے گئے پھر اپنی قوت کو مجتمع کر کے گوریلا جنگ کا آغاز کیا تھا۔ پاکستان کو بھی ڈپلومیٹک انداز اختیار کر کے کھلی جنگ سے بچنا چاہیے تھا۔ وقتی طور پر غیر جانبداری اور لاتعلقی کا تاثر دینے میں کوئی حرج نہیں تھا۔ مشرف کا اصل جرم امریکہ کے افغانستان پر قبضہ کے بعد اس کے جابرانہ اور غاصبانہ قبضہ کو مستحکم کرنے میں امریکہ کی مدد کرنا تھا اور اس مد میں مشرف کا یہ لالچ شامل تھا کہ امریکہ پاکستان میں اس کے اقتدار کو مستحکم کرنے میں جوابی مدد کرے گا۔ مشرف نے درحقیقت ہوسِ اقتدار میں امت مسلمہ کے ایک رکن سے غداری کا ارتکاب کیا اور پاکستان کی سلامتی کو شدید نوعیت کے خطرات سے دوچار کر دیا۔ گویا حقیقت میں سب سے پہلے پاکستان نہیں بلکہ سب سے پہلے ذاتی اقتدار تھا۔ مشرف کے اس رویے نے امریکہ کو شہ دی اور پاکستان کے قبائلی علاقوں پر ڈرون حملے شروع ہوئے جس کا قبائلیوں پر ردعمل ہوا اور انہوں نے اس ردعمل کا اظہار بھی کیا۔ البتہ یہ بات بھی اپنی جگہ پر درست ہے کہ بعض امریکی اور بھارتی ایجنٹوں نے اس ردعمل کی آڑ میں ایسی دہشت گردی

کا مظاہرہ کیا جس سے پاکستان کے معصوم شہریوں کو شہید کیا گیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ خونی عزائم رکھنے والے جرائم پیشہ افراد کے گروہ نے بھارت کے ایما پر پاکستان میں خون خرابے کو انتہا پر پہنچا دیا اور پاکستان میں ایک ایک دن میں دہشت گردی کی کئی وارداتیں ہونے لگیں۔ جنرل مشرف کی غلط پالیسی کی وجہ سے جو گند پھیلا اس کی صفائی ضربِ عضب سے کی گئی۔ اس صفائی کا کام ابھی تک مکمل نہیں ہوا، لیکن ہر روز کی خونریزی بند ہو چکی ہے۔ اِکا دُکا واقعات ہو رہے ہیں۔ لہٰذا ہندوستان ٹائمز کی جس خبر کو دنیا ایک بہت بڑا انکشاف قرار دے رہی ہے کہ ''را'' کے ٹی ٹی پی سے تعلقات ہیں اس سے پاکستانیوں کی اکثریت بہت پہلے سے آگاہ تھی۔ ہندوستان ٹائمز کے اس نام نہاد انکشاف کو بہت اچھالا جا رہا ہے۔ یہاں تک امریکہ نے کہا ہے کہ ہم اس خبر کا نوٹس لیں گے اور بھارت سے بات چیت کریں گے۔ یہ سب آج کی سیاست کا ڈھکوسلا ہے۔ منافقت اور فریب ہے۔ ''را'' ہی نہیں ہمیں یقین ہے کہ سی آئی اے بھی پاکستان میں دہشت گردی پھیلانے والے گروہ کی حمایت کرتی تھی اور کرتی ہے۔ امریکہ کا اصل دکھ یہ ہے کہ یہ کام جو بڑی رازداری سے ہو رہا تھا بھارتی اخبار نے اسے سرِعام کیوں تسلیم کر لیا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے مصائب کم ہونے کا نام نہیں لے رہے۔ جنرل مشرف کا جس ادارے سے تعلق تھا یعنی فوج وہ امریکہ سے زخم کھانے کے بعد کچھ سنبھلتی ہوئی نظر آ رہی ہے۔ امریکہ سے ہماری فوج کے تعلقات پاکستان کی تاریخ میں بدترین سطح پر ہیں لیکن آج جو سیاسی جماعت پاکستان میں حکمران ہے اور مشرف کو اپنا بدترین دشمن قرار دیتی ہے بدقسمتی سے مشرف کی پالیسی کو نہ صرف فالو کر رہی ہے بلکہ آگے بڑھا رہی ہے۔ پاکستان کا وزیرخارجہ خواجہ آصف امریکہ میں بیان دے رہا ہے کہ دہشت گردی کے حوالہ سے ہمیں ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ اُنہوں نے امریکہ کے دورے کے دوران کئی مرتبہ کہا۔ We must do more جبکہ حال ہی میں آرمی چیف قمر جاوید باجوہ نے کہا ہے کہ ہم ڈو مور کر چکے اب دنیا کو ڈو مور کرنا ہے۔ وزیرخارجہ کے بیان سے یہ بات واضح ہو کر دنیا کے سامنے آ گئی کہ پاکستان کی سیاسی اور عسکری قیادت کی سوچ میں بُعد المشرقین ہے۔ خواجہ صاحب حقانی نیٹ ورک اور حافظ سعید کے حوالے سے اعتراف کر رہے ہیں کہ پاکستان نے ابھی تک ان کا سدباب نہیں کیا۔ علاوہ ازیں وہ امریکہ میں بیٹھ کر کھلے الفاظ میں دو قومی نظریہ کی نفی کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں ہندوستانی اور پاکستانی بنیادی طور پر ایک ہیں۔ اپنا مدعا بیان کرتے ہوئے وزیرخارجہ خواجہ آصف نے اس طرح کے الفاظ استعمال کیے ہیں کہ ہم ایک ہی تنے سے تھے (یعنی ایک درخت کی شاخیں تھیں) لیکن 1947ء میں انہیں دو ممالک میں تقسیم کر دیا گیا۔ گویا جس طرح جنرل مشرف نے افغانستان پر حملے میں امریکہ کی حمایت کر کے اسلامی اخوت پر کاری ضرب لگائی تھی اور امریکہ کو ایسی مراعات دی تھیں کہ امریکہ کو پاکستان میں مداخلت کرنے کی کھلی چھٹی مل گئی تھی۔ اسی طرح خواجہ آصف نے نظریہ پاکستان پر تباہ کن ضرب لگائی ہے اور اپنے تئیں دہشت گردوں سے تعلقات کا اعتراف کیا ہے اور ان کو پاکستان کے اثاثے قرار دیا ہے۔ اس بیانیے کو پاکستان پر حملہ کی دعوت کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔

ہم پاکستان کے فوجی بڑوں کو بھی انتباہ کرتے ہیں کہ اگر انہوں نے معاشی بدحالی یا بھارتی جارحیت کا عذر تراش کر پھر امریکہ کی طرف رجوع کیا یا امریکہ سے کسی سطح پر اور کسی نوعیت کی توقعات باندھی تو ہم پیشین گوئی کیے دیتے ہیں کہ اس کی ماضی کی غلطیوں سے پاکستان کی سلامتی کو جو خطرات لاحق ہوئے تھے، ان غلطیوں کو دہرانا مکمل طور پر تباہ کن ثابت ہوگا۔ ہماری سیاسی اور عسکری قیادت کو ایک بات سمجھ لینے کی ضرورت ہے کہ امریکہ مکمل طور پر اسرائیل اور دنیا بھر میں طاقت کے مراکز میں موجود یہودیوں کے شکنجے میں آ چکا ہے۔ امریکہ محسوس کرتا ہے کہ اس شکنجے سے رہائی کی کوشش امریکہ کو تباہ کر سکتی ہے لہٰذا اسرائیل کی ڈکٹیشن قبول کرنے کے سوا چارہ نہیں اور اسرائیل کا معاملہ یہ ہے کہ وہ اپنے تمام دشمن ممالک جو اسلامی ریاستیں ہیں، انہیں چاروں شانے چت کر چکا ہے۔ صرف پاکستان بچا ہے جو ایٹمی صلاحیت رکھتا ہے۔ اسرائیل پاکستان کی ایٹمی قوت کو تباہ کرنے کے لیے امریکی کندھے استعمال کرنا چاہتا ہے۔ لہٰذا امریکہ کو راضی کرنے کی پاکستان کی کوششیں کبھی بار آور نہیں ہو سکتیں۔ چاہے ہماری فوج ان کے آگے سرنگوں ہو یا خواجہ آصف اچھی بری تمام تنظیموں کو بھارت کے حوالے کر دینے کی آفر لے کر امریکہ جائیں۔ مسئلہ اتنا امریکہ کا نہیں، اسرائیل اور بھارت کا ہے۔ اسرائیل کو پاکستان کی ایٹمی صلاحیت قبول نہیں اور بھارت کو پاکستان کا وجود برداشت نہیں۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ عسکری اور سیاسی قیادت ایک پیج پر ہوتی لیکن افسوسناک صورتِ حال یہ ہے کہ دنیا دیکھ رہی ہے کہ یہ پیج پھٹا ہوا ہے۔

☆☆☆

عظمتِ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

(یکم محرم الحرام یوم شہادت)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 22 ستمبر 2017ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابوابراہیم

محترم قارئین! جیسا کہ نئے اسلامی سال کا آغاز ہو چکا ہے جس کا پہلا مہینہ محرم الحرام ہے۔ محرم کے مہینے کا عام تعارف بھی شہادت ہی کے حوالے سے ہوتا ہے کہ یہ شہادت حسین رضی اللہ عنہ کا مہینہ ہے۔ لیکن اسی ماہ کی پہلی تاریخ یعنی یکم محرم الحرام حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بھی دن ہے۔ گویا اسلامی کیلنڈر کا آغاز ہی شہادتوں سے ہوتا ہے۔

قرآن مجید کی یہ آیات مسلمان کی زندگی کی صحیح عکاس ہیں:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴾۱۵۳ ’’اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو۔ جان لو کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔‘‘ ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴾۱۵۴ ’’اور مت کہو اُن کو جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں کہ وہ مُردہ ہیں۔ بلکہ زندہ ہیں، لیکن تمہیں اس کا شعور نہیں ہے۔‘‘ (البقرہ)

یہ آیات اس وقت نازل ہوئیں جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تھے اور وہاں ایک اسلامی معاشرے کا قیام عمل میں آ گیا تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو جدوجہد تھی وہ ایک نئے مرحلے میں داخل ہو گئی تھی۔ اس سے پہلے آپؐ اور آپؐ کے ساتھی مکہ میں دعوت کا کام کر رہے تھے اور وہاں حکم یہ تھا کہ تم پر جتنی بھی آزمائشیں اور سختیاں آئیں تم نے اپنے ہاتھ باندھے رکھنے ہیں، ہر طرح کے ظلم کو برداشت کرنا ہے۔ یہ بھی انتہائی صبر کا کام تھا۔ لیکن جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ میں پہنچے جہاں اللہ کی تائید اور نصرت سے اوس اور خزرج قبائل اسلام لا چکے تھے، اگرچہ اسلامی حکومت تو ابھی قائم نہیں ہوئی تھی کیونکہ اُمّ القریٰ یعنی مکہ پر مشرکین کا کنٹرول تھا اور جب تک دارالحکومت آپ کے کنٹرول میں نہ ہو آپ حکومت کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے تمام رسول جو بھیجے وہ مرکزی بستی میں بھیجے اور ان کا کام جہاں اللہ کا پیغام پہنچانا تھا وہاں اللہ کے دیئے ہوئے نظام کو قائم کرنا بھی تھا اور نظام کو قائم کرنے کے لیے آپ اتھارٹی تب بنتے ہیں جب مرکزی شہر پر آپ کا قبضہ ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی حقیقی معنوں میں اتھارٹی فتح مکہ کے بعد قائم ہوئی ہے۔ البتہ مدینہ میں اسلامی معاشرے کا قیام عمل میں آ چکا تھا جہاں یہود کے ساتھ معاہدہ کے بعد سیاسی لحاظ سے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برتر حیثیت حاصل ہو چکی تھی۔ لہٰذا اب مسلمانوں کو باقاعدہ ایک اُمت کا ایک خطاب دیا گیا۔ اس سے پہلے یہ مرتبہ بنی اسرائیل کو حاصل تھا۔ اُن کے پاس مسلسل دو ہزار سال سے نبی اور رسول آ رہے تھے لیکن اب نبوت و رسالت بنو اسمٰعیل کو منتقل ہو گئی۔ اس کا تفصیلی احوال سورۃ البقرہ کے پانچویں رکوع سے شروع ہو کر پورے دس رکوعوں پر پھیلا ہوا ہے۔ جس میں بنی اسرائیل پر چارج شیٹ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس انبیاء و رسل بھیجے، کتابیں نازل کیں، دین بھیجا، لیکن تم نے اللہ کے دین سے بے وفائی کی۔ لہٰذا اب تمہیں چارج شیٹ کر کے راندۂ درگاہ کیا جا رہا ہے اور مسلمانوں کو وہ مقام دیا جا رہا ہے جو اس سے پہلے بنی اسرائیل کو حاصل تھا۔ بنی اسرائیل کی معزولی کا باقاعدہ اعلان تحویل قبلہ سے ہوا۔ اب تک مسلمانوں کے لیے بھی یہی حکم تھا کہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو لیکن اب بیت اللہ کے قبلہ ہونے کا اعلان کر دیا گیا اور یہی نئی اُمت کی تشکیل کی علامت قرار پائی۔ چنانچہ جب نئی اُمت کی تشکیل ہو گئی تو ساتھ ہی کہہ دیا گیا کہ اب تیار ہو جاؤ:

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

اب یہ نہیں ہے کہ پھولوں کی سیج ہو گی، قدرت کی طرف سے تمہاری خاطر مدارت ہو گی اور دنیا کی ساری نعمتیں تم پر نچھاور ہو جائیں گی بلکہ بہت مشکلات سے گزرنا ہو گا۔ اسی لیے آگے فرمایا:

﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴾۱۵۵ ’’اور ہم تمہیں لازماً آزمائیں گے کسی قدر خوف اور بھوک سے اور مالوں اور جانوں اور ثمرات کے نقصان سے اور (اے نبیؐ) بشارت دیجیے ان صبر کرنے والوں کو۔‘‘ ﴿الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴾۱۵۶ ’’وہ لوگ کہ جن کو جب بھی کوئی مصیبت آئے تو وہ کہتے ہیں کہ بے شک ہم اللہ ہی کے ہیں اور اُسی کی طرف ہمیں لوٹ جانا ہے۔‘‘ (البقرہ)

لہٰذا شہادت تو مسلمان کے لیے ایک بہت اونچا فخر ہے۔ قرآن مجید میں دو مقامات پر آیا کہ شہید زندہ ہیں اور انہیں اللہ کی طرف سے رزق پہنچایا جاتا ہے۔ لہٰذا حقیقت میں تو یہ بہت اونچا مقام ہے جو مسلمانوں کو ملا ہے۔ یہ ایک اتفاق ہے کہ اسلامی سال کا آغاز بھی اُمت مسلمہ کی ایک عظیم اور مثالی شخصیت حضرت عمر فارق رضی اللہ عنہ کی شہادت سے ہو رہا ہے۔ پچھلے دنوں ملی یکجہتی کونسل کا اجلاس تھا جس میں یہ طے کیا گیا تھا کہ اس جمعہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر گفتگو ہونی چاہیے۔ ان بلند ہستیوں کی یاد سے جہاں ان کی عظمت کا ایک احساس دل میں پیدا ہوتا ہے کہ

اللہ نے انہیں کتنا اونچا مقام دیا وہاں ہمارے اندر ایمانی حرارت بھی پیدا ہوتی ہے اور ایک ولولہ بھی پیدا ہوتا ہے لہٰذا آج ہمارا موضوع عظمت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا جو مقام و مرتبہ ہے اور دین میں ان کی جو خدمات ہیں، ان کا ایک مختصر سی تحریر میں احاطہ کیا ہی نہیں جاسکتا۔ ایمان لانے میں تو انہیں قدرے تاخیر ہوئی اور آپؓ نبوت کے چھٹے برس ایمان لائے، لیکن یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کے ایمان لانے کے لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاص طور پر دعا کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک حدیث کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو افراد کے لیے خصوصی طور پر دعا کی کہ: ''اے اللہ! عمر بن خطاب اور عمرو بن ہشام میں سے کوئی ایک تو ضرور مجھے عطا فرما دے۔''

عمرو بن ہشام وہ مشہور کردار ہے جس کو ابوجہل کہا جاتا ہے۔ وہ اپنے قبیلے کا سردار تھا اور ظاہر ہے کہ اس میں صلاحیتیں تو بہت زیادہ تھیں تبھی وہ سردار بنا۔ لہٰذا قریش میں اس کا ایک خاص مقام تھا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک ایمان لے آئے گا تو اسلام کو بڑی تقویت ملے گی۔ کیونکہ جو لوگ جاہلیت کے دور میں سب سے بہتر ہیں، ان میں دوسروں سے زیادہ صلاحیتیں ہیں، اگر وہ اسلام لائیں گے تو وہاں بھی وہ اہم کردار ادا کرتے ہوئے بڑا مقام پائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے واقعی دین کو تقویت پہنچی اور اُس دن لوگوں نے خوشی منائی۔ آپؓ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ کچھ لوگ بعد میں آتے ہیں، لیکن پچھلوں سے آگے نکل جاتے ہیں۔ چنانچہ ایمان لانے کے بعد یہ دو حضرات یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ ہر وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں ہوتے تھے اور حقیقی معنوں میں دست و بازو بنے ہوئے تھے۔ جبکہ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کا مقام بھی بہت اونچا ہے، لیکن مکی دور میں تو وہ دونوں (عمر کے لحاظ سے) ابھی صغار صحابہ میں سے تھے۔ البتہ مدنی دور میں وہ جوان ہو چکے تھے اور ان کی بھی خدمات ہیں جس میں کوئی شک ہی نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کیا مقام حاصل تھا، اس کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ (آلِ عمران: 159) ''اور معاملات میں ان سے مشورہ لیتے رہیں'' تو صحابہ کرامؓ نے یہ سمجھا کہ یہ آیت حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے بارے میں ہے۔ اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر معاملے میں ان دو حضرات سے ضرور مشورہ کرتے تھے۔ گویا صحابہؓ نے اس درجے گمان کیا کہ وہ دونوں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی اور مشیر ہیں۔ چنانچہ اُمت میں یہ طے ہے کہ افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اُمت کے ایک طبقہ کی رائے اس سے الگ ہے، لیکن بقیہ پوری اُمت کا انتخاب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ ویسے تو صحابی ہونے کے اعتبار سے سب کے سب صحابہؓ یکساں درجہ رکھتے تھے لیکن کچھ گریڈیشن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنا دی تھی۔ سب سے پہلے عشرہ مبشرہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی جنت کی بشارت دے دی اور یہ چاروں خلفاء انہی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ عشرہ مبشرہ کے بعد اصحابِ بدر ہیں، پھر ہیں اصحابِ بیعت رضوان، یعنی وہ صحابہ جنہوں نے صلح حدیبیہ کے موقع پر موت پر بیعت کی تھی۔ اس کے بعد بقیہ صحابہ ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو آگے بڑھانے میں ان چاروں خلفائے راشدین کا contribution پوری امت میں سب سے بڑھ کر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں مکہ فتح ہوگیا اور اس کے بعد پورے جزیرہ نمائے عرب میں اگر کوئی ایسی قوت تھی جو اسلام کے راستے میں رکاوٹ تھی تو اس کی بھی ایک بڑے جہاد کے ذریعے صفائی ہو گئی۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی پورے جزیرہ نمائے عرب میں اللہ کا دین بالفعل قائم ہوگیا۔ اب اس کے مقابلے میں کوئی دوسری قوت نہیں تھی۔ لیکن ابھی اس دین کی تفصیلات پورے طور پر سامنے نہیں آئیں تھی کہ نفاذ کے بعد اس کی عملی شکل کیا ہوگی۔ کیونکہ ہر رسول کو اللہ تعالیٰ دو

پریس ریلیز 29 ستمبر 2017ء

پاکستان کے وزیر خارجہ خواجہ آصف بھارت کی زبان بول رہے ہیں

وزیر خارجہ کا یہ کہنا کہ پاکستانی اور بھارتی درخت کے ایک ہی تنے کی شاخیں ہیں، دو قومی نظریہ کی نفی ہے

اللہ ہمیں پاکستان کو حقیقی معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنانے کی توفیق دے

حافظ عاکف سعید

پاکستان کے وزیر خارجہ خواجہ آصف بھارت کی زبان بول رہے ہیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ ماضی میں فوج کے سربراہ پرویز مشرف نے امارتِ اسلامی افغانستان پر امریکی حملے میں امریکہ کی غیر مشروط مدد کی تو اب حکمران سیاسی جماعت امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے تمام حدود کراس کر رہی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ وزیر خارجہ کا خود کہنا کہ ہمیں ڈو مور کرنا ہوگا انتہائی تشویشناک بات ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ وزیر خارجہ نے یہ کہہ کر کہ پاکستانی اور بھارتی درخت کے ایک ہی تنے کی شاخیں ہیں، دو قومی نظریہ کا مکمل رد کیا ہے۔ اس سے پہلے خود نواز شریف کہہ چکے ہیں کہ پاکستان اور بھارت کا کلچر ایک ہیں اُن کا رہنا سہنا ایک ہے اور وہ ایک ہی قسم کی خوراک کھاتے ہیں۔ بس ایک لکیر ہے جو اُن کے درمیان ڈال دی گئی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ پاکستان کو مصائب اور مشکلات کا اس لیے سامنا ہے کہ ہم نے پاکستان کے بنیادی نظریۂ سے انحراف کیا ہے۔ فحش کلچر اور سودی معیشت اختیار کر کے ہمیں اللہ کی مدد کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔

آخر میں اُنہوں نے دعا کی کہ اللہ ہمیں پاکستان کو حقیقی معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنانے کی توفیق دے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

چیزیں دے کر بھیجتا ہے۔ یعنی ایک ہدایت اور دوسرا نظام۔ حضور ﷺ کو بھی یہی دو چیزیں دے کر بھیجا گیا تھا:

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ﴾ ''ہم نے بھیجا اپنے رسولوں کو واضح نشانیوں کے ساتھ اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور میزان اُتاری تا کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔'' (الحدید:25)

ہدایت کا اصل ہدف یہ ہے کہ ہر شخص جو اس دنیا میں آیا ہے کہ وہ اس طرح کی زندگی گزارے کہ اللہ کے ہاں کامیاب ہو جائے۔ اس کے لیے قرآن میں ہر طرح کی راہنمائی دے دی گئی کہ کیا جائز ہے، کیا ناجائز ہے، کیا حلال ہے اور کیا حرام ہے۔ نیز یہ کہ ایک مسلمان کو اپنی زندگی کس طرح گزارنی چاہیے، اس کی ترجیحات کیا ہونی چاہییں وغیرہ۔ دوسری چیز میزان ہے۔ جس کو دینِ حق کہا گیا اور یہی نظام عدل وقسط ہے۔ اس نظام کی خوبی یہ ہے کہ اگر ایسا نظام قائم ہو جائے تو زیادہ سے زیادہ لوگ اللہ کی بندگی میں زندگی گزار کر اپنی آخرت سنوار سکتے ہیں۔ اس کی جگہ اگر انسان کا بنایا ہوا کوئی نظام ہو تو اس میں انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہو سکتے اور انسان نہ صرف ظلم کی چکی میں پس جاتا ہے بلکہ اپنی آخرت بھی برباد کر بیٹھتا ہے۔ چنانچہ پوٹینشلی وہ پورا نظام اللہ نے دے دیا، لیکن ابھی اس کی عملی شکل پورے طور پر سامنے نہیں آئی تھی کہ آنحضور ﷺ کا وصال ہو گیا۔ چنانچہ آپ ؐ کے انتقال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو خلافت عطا ہوئی۔ آپ ؓ کا دور صرف ڈھائی سال کا دور تھا اور اس دور میں counter revolutionary قوتیں اکٹھی ہو گئیں۔ وہ لوگ جو فتح مکہ کے بعد فوج در فوج مسلمان ہو رہے ہیں، جن کے بارے میں قرآن نے کہا کہ ان کے دلوں میں ابھی ایمان پورے طور پر داخل نہیں ہوا، ابھی صرف انہوں نے زبان سے اسلام قبول کیا ہے۔ ان میں بہت کچے پکے لوگ بھی تھے جنہوں نے اسلام کو غالب ہوتا دیکھ کر مان لیا لیکن جب آنحضور ﷺ کے وصال کے بعد نبوت کے جھوٹے دعویدار اُٹھ کھڑے ہوئے تو ایسے بے شمار لوگ ان کی طرف چلے گئے اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا پورا عہد خلافت انہی سے نمٹنے میں گزر رہا ہے۔ یہ آپ ؓ کا بہت بڑا کارنامہ ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کے بعد آپ ؐ کے دین کو استحکام دیا ہے۔ کیونکہ آپ ؓ جانتے تھے کہ ختم نبوت کی مہر کو توڑنے والے دراصل اسلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ چنانچہ آپ ؓ نے اپنے دور خلافت میں ایسے تمام فتنوں کو ختم کر دیا۔ یہاں تک کہ دین کے غلبے کا ایک بار پھر راستہ ہموار ہو گیا۔

اس کے بعد حضرت عمر فاروق ؓ کا دور خلافت آیا۔ بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ آنحضور ﷺ نے پورا نظام دے دیا تھا جیسے ایک کلی کے اندر پورا پھول موجود ہوتا ہے لیکن ابھی کلی کھلی نہیں ہے۔ جب کلی کھلتی ہے تو اس کی رعنائیاں بھی ظاہر ہوتی ہیں، اس کی نزاکت بھی اور اس کی خوشبو بھی ظاہر ہوتی ہے۔ اسلامی نظام کی وہ کلی حضرت عمر ؓ کے دور میں کھلی ہے اور پھر اس کی برکات بھی ظاہر ہوئی ہیں۔

حضرت عمر ؓ کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ آپ ؓ نے قرآنی تعلیمات اور آنحضور ﷺ کے احکامات کی روشنی میں باقاعدہ ایک نظام عملی طور پر مرتب کیا اور بالفعل پورا نظامِ حکومت نہ صرف قائم کیا' بلکہ اس کے تمام ادارے بھی بنائے۔ حضرت عمر ؓ کے نظامِ حکومت کی تفصیلات جاننے کے لیے آپ شبلی نعمانی ؒ کی ''الفاروق'' پڑھیے گا۔ میں تو اس وقت صرف عنوانات ہی دے سکوں گا۔ حضرت عمر ؓ نے نظامِ حکومت کے حوالے سے مجلس شوریٰ باقاعدہ قائم کی۔ ملک کو صوبہ جات اور اضلاع کی صورت میں تقسیم کیا۔ محاصل اور خراج وصول کرنے کے لیے ایک پورا محکمہ بنایا۔ عدالتی نظام کو باقاعدہ ایک نظام کی شکل میں قائم کیا۔ افتاء کا باقاعدہ ایک ادارہ قائم کیا۔ فوجداری اور پولیس کا نظام بنایا۔ بیت المال اور خزانہ کا بھی محکمہ بنایا۔ حضور ﷺ کے دور میں تو معاملہ یہ تھا کہ مالِ غنیمت میں سے جو کچھ بھی آتا، آپ ؐ اسی وقت اسے تقسیم کر دیتے تھے۔ حضرت ابوبکر ؓ کے دور میں بھی ایسا ہی تھا۔ وہاں بھی نوبت نہیں آئی تھی کہ بیت المال باقاعدہ قائم ہو کیونکہ آپ ؓ کا سارا وقت داعیانِ نبوت اور ان کے پیروکاروں کے خلاف جہاد میں صرف ہوا ہے۔ چنانچہ بیت المال باقاعدہ طور پر حضرت عمر ؓ نے قائم کیا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت عمر ؓ نے مفادِ عامہ کے بہت سے کام کیے، مثلاً بازار بنائے ہیں، مارکیٹیں بنائی ہیں، پل بنائے ہیں۔ پھر نئے شہروں کو آباد کرنے کا ایک نیا راستہ دکھایا ہے اور یہ واضح پیغام دیا ہے کہ جب شہر بڑا ہونا شروع ہوتا ہے تو پھر اس کا حل یہ نہیں ہے کہ اس کو آپ پھیلاتے جائیں اور وہ پھوڑے کی طرح پھیلتا چلا جائے، بلکہ نئے شہر قائم ہونے چاہئیں۔ مزید یہ کہ آپ ؓ نے تعلیم کا شعبہ بھی بنایا۔ یہ تو میں نے صرف چند ایک نام گنوائے ہیں' ورنہ جو بھی حکومتی شعبے ہو سکتے ہیں' حضرت عمر ؓ نے وہ سب باقاعدہ قائم کر کے ایک نظام کی شکل میں دنیا کو دکھایا ہے۔

حضرت عمر ؓ کی عظمت' ذہانت اور نظامِ حکومت کے حوالے سے ان کی عقل فہمی کو پوری دنیا مانتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ 1980ء کی دہائی میں نیویارک میں ڈاکٹر مائیکل ہارٹ کی ایک کتاب "The Hundred" شائع ہوئی۔ اس کتاب میں مصنف نے پوری انسانی تاریخ میں سے سو عظیم ترین شخصیات کا انتخاب کیا ہے جنہوں نے نوعِ انسانی پر مثبت نقش قائم کیے ہیں اور مثبت اثرات چھوڑے ہیں اور پھر اس نے ان کی گریڈیشن بھی کی ہے۔ بہرحال اس کی تعریف کرنی چاہیے کہ اس نے حق بات کہی اور نمبر 1 پر حضرت محمد ﷺ کو لایا اور عیسائی ہونے کے باوجود حضرت عیسیٰ ؑ کو تیسرے نمبر پہ لایا۔ دوسرے نمبر پر اس نے نیوٹن کو رکھا کہ اس کی وجہ سے نوعِ انسانی میں سائنسی دور کا آغاز ہوا ہے۔ اس کی اپنی ایک سوچ تھی' لیکن اس نے اس فہرست میں اگر کسی اور مسلمان کو رکھا تو 51 نمبر پر حضرت عمر فاروق ؓ کو رکھا ہے۔

تو حضرت عمر ؓ کی عظمت کا اعتراف ان کے دشمن بھی کرتے تھے۔ ایک طرف ان کی عظمت اور مقام دیکھیے۔ یہ حقیقت ہے کہ ان کے نام سے قیصر وکسریٰ کے در و دیوار کانپتے تھے۔ لیکن دوسری طرف معاملہ یہ ہے کہ آپ ؓ اپنی ذات میں انتہائی درویش منش انسان تھے۔ دنیا کی سب سے بڑی قوت کے سربراہ ہونے کے باوجود آپ کے کپڑوں میں کئی پیوند لگے ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک ایرانی سفیر آیا اور اس نے پوچھا کہ تمہارا بادشاہ کہاں ہے۔ تو اسے بتایا گیا کہ ہمارے ہاں کوئی بادشاہ نہیں ہوتا، بلکہ خلیفہ ہوتا ہے اور وہ خلیفہ عمر ہیں جو بیت المال کے اونٹوں کو ڈھونڈنے کے لیے گئے ہیں۔ وہ بھی اس طرف چل پڑا۔ جہاں اس نے دیکھا کہ اونٹوں کی تلاش کی وجہ سے آپ تھک گئے تھے اور ایک درخت کے سائے تلے ایک اینٹ کا تکیہ بنائے آرام فرما رہے تھے۔ وہ بہت حیران ہوا۔ اس کی زبان سے نکلا کہ اے عمر! تم عدل کرتے ہو لہٰذا تمہارے لیے کوئی خوف نہیں ہے۔ ہمارے بادشاہ ظلم کرتے ہیں لہٰذا ان کو اتنا خوف ہے کہ وہ بڑی بڑی فصیلوں کے اندر محفوظ رہ کر بھی ڈرتے ہوئے وقت گزارتے ہیں۔ بہرحال حضرت عمر فارق ؓ کی عظمت کے بہت سے پہلو ہیں جن کا احاطہ کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ لہٰذا ہمیں کوشش بھی کرنی چاہیے اور اللہ سے دعا بھی کرنی چاہیے کہ آخرت میں ہمیں انہی عظیم ہستیوں کا قرب حاصل ہو جائے۔ آمین!

☆☆☆

سلسلہ وار 40

مطالعۂ کلامِ اقبال

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ 3

9 جذبۂ او در دلِ یک زندہ مرد — می کند صد رہ نشیں را رہ نورد

(کلمہ حق کہنے کے) جذبہ سے سرشار ایک ایسا باضمیر انسان ہوتا ہے کہ اس کو دیکھ کر سینکڑوں (بے عمل) راہ نشین اُٹھ کر آمادۂ سفر ہو جاتے ہیں

10 بندہ را با خواجہ خواہی درستیز؟ — تخم لَا در مشت خاکِ او بریز

تم محکوموں کو (وقت کے فرعون) آقاؤں کے مقابل لا کر کھڑا کرنا چاہتے ہو تو ان (کی سوچ) میں 'لَا' کا بیج ڈالنا ہوگا کہ تمہارے آقا تمہاری طرح انسان ہیں خدا نہیں ہیں۔

11 ہر کرا ایں سوز باشد در جگر — ہولش از ہولِ قیامت بیشتر

ہر وہ انسان (جو اِلَّا سے پہلے لَا کا نعرۂ حق بلند کرتا ہے) اپنے جگر میں ایسا درد رکھتا ہے کہ وقت کے فرعون کے لیے اس کی ہولناکی (شدت) قیامت کی ہولناکی سے زیادہ بھاری ہوتی ہے

12 لَا مقامِ ضرب ہائے پے بہ پے — ایں غوِ رعد است نے آوازِ نے

غیر اللہ کی حاکمیّت کے خلاف 'لَا' کی آواز اُٹھانا نشانے پر پے بہ پے ضربیں لگانے (to hammer) کے مترادف ہے حرفِ لا بجلی کی کڑک کی تاثیر رکھتا ہے یہ بانسری کی (سریلی) آواز نہیں ہے

13 ضربِ او ہر بود را سازد نبود — تا بروں آئی ز گردابِ وجود

حرفِ 'لَا' کی ضربیں موجود (باطل و غیر اللہ کی حاکمیّت کے نظام) کو ریزہ ریزہ کردیتی ہے تاکہ تم اس باطل نظام کے گرداب اور سحر سے باہر آ جاؤ۔

9۔ یہ غیر اللہ کی نفی کا نعرہ ہی اس جہانِ کارزار میں خدائی کے دعوے دار شہنشاہوں کے ظلم و جبر میں پسے ہوئے انسانوں کے حق میں نعرۂ حرّیت و اخوّت و مساوات بن جاتا ہے اور اس نعرۂ حق سے سوئے ہوئے عوام اور بھیڑ بکریوں کی طرح نظام باطل میں پھنسے ہوئے بے عمل عوام اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور آمادۂ عمل ہو جاتے ہیں اور قافلہ اور تحریک بن جاتے ہیں۔

10۔ (زندگی کے شب و روز میں ہر طرف ظلم و ستم اور محرومیوں کا راج ہے اور دکھ اور غم ہی عوام کا مقدر ہے) اندریں حالات صرف حکمران اور ELITE طبقہ ہی خوش اور مطمئن ہے۔ مگر جو ذی ہوش شخص بھی اس ظالمانہ اور استحصالی نظام کو بدلنے کی آرزو رکھتا ہے اُسے پہلے قدم کے طور پر اس مظلوم انسانیت کو وقت کے فرعونوں اور شہنشاہوں کے سامنے لا کھڑا کرنا ہوگا اور اگر تم یہ چاہتے ہو تو ___ ان کی سوچ میں تمہیں حرفِ 'لا' کی تخم ریزی کرنی ہوگی کہ حکمران اور شہنشاہ بھی تمہاری طرح انسان ہیں ان کے پاس کوئی آسمانی اور خدائی اختیارات نہیں ہیں۔

11۔ ہر انسان دوست شخص جس کے سینے میں یہ سوز اور احساس پیدا ہو جائے کہ دنیا میں ظلم، دکھ اور ناانصافی کا کیسے خاتمہ ہو اور وہ حرف 'لا' بلند کردے اس شخص کا خوف اور ہولناکی اتنی خوفناک ہوتی ہے کہ قیامت کی ہولناکی بھی اس 'ہول' کے سامنے ہیچ ہوگی اور بادشاہ، شہنشاہ اور مسلّح افواج بھی ایسے مردِ حق کے سامنے سر جھکانے پر مجبور ہوتے ہیں۔

12۔ 'لا' کا تکرار اور 'ورد' جیسے کسی میخ اور کِلّے کو ٹھونکنے کے لئے ہتھوڑے کی پے در پے ضربیں لگاتے ہیں انگریزی میں کسی بات کو ذہن نشین کرانے کے لیے دہرانا یا سامعین کو بار بار کوئی نکتہ سمجھانے کے لیے بتانا 'TO HAMMAR' کرنا کہلاتا ہے۔ اور مردانِ حق جب غیر اللہ کے سامنے کلمہ حق یعنی حرف 'لا' کا تکرار کرتے ہیں تو ایک طرف داعی کے ساتھیوں میں یہ حقیقت پتھر کی لکیر بن جاتی ہے تو دوسری طرف اسی تکرارِ 'لا' سے غیر اللہ پر ہیبت حق چھا جاتی ہے اور زوال کی ہولناک ڈراؤنی تصویر کا سماں بندھ جاتا ہے۔ علامہ اقبال کے نزدیک حرفِ 'لا' کا تکرار 'نے' کی سریلی آواز نہیں بلکہ مقتدر طبقات پر بجلی کا 'کڑکا' بن کے گرتا ہے۔

13۔ مردانِ حق کی یہ ضربیں ہر موجود طاقت اور مقتدر طبقات کو 'ہیئت' سے نیست میں بدل دیتی ہیں اور فرعونوں اور نمرودوں کی قوت اہل حق کی آنکھوں کے سامنے نقش برآب ثابت ہوتی ہے اور خدائی کے بچھے ہوئے تخت حالات کے گرداب میں الٹ جاتے ہیں۔ باطل کے غلبہ میں اہل حق قلیل ہوتے ہیں اور اپنے وجود کا وزن (IMPACT) محسوس نہیں کرا سکتے جبکہ باطل کے تحلیل ہو جانے کے بعد اسی قلیل جماعت کے افراد اپنے پختہ کردار، اعلیٰ اخلاق اور معاشرے کو صحیح انداز میں اور صحیح ترین طریقے پر چلانے کی صلاحیتوں سے مالا مال ہونے کی وجہ سے ماحول پر چھا جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں تمکن عطا فرما دیتا ہے۔

غافل نہ ہو خودی سے، کر اپنی پاسبانی
شاید کسی حرم کا تو بھی ہے آستانہ
اے لا اِلٰہ کے وارث! باقی نہیں ہے تجھ میں
گفتارِ دلبرانہ، کردارِ قاہرانہ!

این اے 120 کے نتائج کو ریفرنڈم قرار دینے کا مطلب یہ ہوگا کہ جس شخص کو عوام ووٹ دے دیں، اُسے ہر قسم کی قانون شکنی، چوری، ڈکیتی سمیت ہر جرم کرنے کا حق مل جائے گا: ایوب بیگ مرزا

دینی جماعتوں نے الیکشن میں حصہ لے کر غلطی کی، اس سے نہ صرف ہمارے ہاں مسلکی منافرت اور فرقہ واریت میں اضافہ ہوا بلکہ دینی جماعتوں کی ساکھ بھی سیکولر پارٹیوں سے اتحاد کرنے کی وجہ سے متاثر ہوئی: ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

میزبان: وسیم احمد

این اے 120 کے نتائج اور تبدیلی کی اُمید کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

سوال: حلقہ این اے 120 کے الیکشن کو پی ٹی آئی اور مسلم لیگ ن ایک ریفرنڈم قرار دے رہی ہیں۔ کیا یہ الیکشن واقعتاً ریفرنڈم تھا؟

ایوب بیگ مرزا: وہ اس کو ریفرنڈم اس انداز میں کہہ رہے تھے کہ کیا عدالتی فیصلے کو عوام نے تسلیم کیا یا نہیں۔ اگر چہ اس کو ریفرنڈم قرار دینا سیاسی نقطہ نظر سے انتہائی غلط ہے کیونکہ قانون کا ان چیزوں سے کوئی تعلق نہیں ہوتا کہ کوئی کتنے ووٹ لیتا ہے۔ فرض کیجیے کہ یہ جنرل الیکشن ہوتا اور تمام سیٹیں نون لیگ لے جاتی تب بھی عدالتی فیصلے کی حیثیت اپنی جگہ برقرار رہتی اور ن لیگ کی جیت اس پر رتی بھر بھی اثر انداز نہ ہوتی۔ لہٰذا اگر اس کو وہ سیاسی جماعتوں کے درمیان ریفرنڈم کہتے ہیں تو پھر یہ ریفرنڈم ن لیگ جیت گئی لیکن اگر اس کو وہ عدالت اور ن لیگ کے درمیان ریفرنڈم کہتے ہیں تو پھر عدالت جیت چکی ہے کیونکہ مجموعی طور پر نواز شریف کی مخالفت میں زیادہ ووٹ گئے ہیں۔ البتہ میں اس بات کا شدید مخالف ہوں کہ کسی قانونی معاملے کا اس طرح تجزیہ کیا جائے یا اس طرح تقابل کیا جائے۔ یہ حماقت عمران خان بھی کرتے رہے ہیں یہ کہہ کر کہ دیکھا جائے گا کہ لوگ ڈاکو کے ساتھ ہیں یا عدالت کے ساتھ ہیں۔ حالانکہ انہیں ایسی بات نہیں کہنی چاہیے تھی کیونکہ قانون کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اس کا مطلب تو یہ ہوگا کہ اگر کسی شخص کو عوام ووٹ دے دیں تو پھر اسے ہر قسم کی قانون شکنی، چوری، ڈکیتی اور ہر جرم کرنے کا حق مل جائے گا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔

سوال: اس الیکشن میں نظر آنے والا ٹرینڈ اور اس کے نتائج 2018ء کے الیکشن پر کس حد تک اثر انداز ہوں گے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: 2018ء کے الیکشن میں ابھی ایک سال باقی ہے اور بہت سارے معاملات بھی عدالتوں میں ہیں اور ابھی تو یہ کہنا بھی قبل از وقت ہوگا کہ وفاقی حکومت تب تک یہی رہے گی یا اس میں کوئی تبدیلی آئے گی۔ ہمارے ہاں جو ٹرینڈ نظر آ رہا ہے اس سے 2018ء کے الیکشن میں کوئی فرق نہیں پڑنے والا۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

ہمارے ہاں سمجھا جاتا ہے کہ جمہوریت ایک بہت اعلیٰ قسم کی فارم آف گورنمنٹ ہے۔ حالانکہ دنیا میں جہاں جمہوریت اپنی بہترین شکل میں بھی نافذ ہے جیسے برطانیہ اور امریکہ میں، لیکن وہاں بھی باشعور لوگوں کی رائے جمہوریت کے بارے میں کوئی زیادہ اچھی نہیں ہے۔ جیسے ایک امریکی صحافی ایما گولمن نے کہا ہے کہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جمہوریت کے ذریعے کوئی انقلاب آ سکتا ہے یا نظام تبدیل ہو سکتا ہے وہ احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔ یعنی جمہوریت ایک سٹیٹس کو ہے جس میں بہت کم فرق واقع ہوتا ہے۔ اس وقت جو پارٹیاں میدان میں ہیں 2018ء کے الیکشن میں ان کی سیٹوں میں کمی بیشی تو ہو سکتی ہے لیکن کوئی بڑی تبدیلی آنے والی نہیں ہے؟

سوال: پانامہ کیس کا فیصلہ آنے پر نواز شریف نے اکثر کہا کہ یہ ہمارے خلاف سازش ہے۔ حالیہ ضمنی الیکشن جیتنے کے بعد مریم نواز نے کہا کہ ہم نے سازش کو ناکام بنا دیا ہے۔ اسی طرح خواجہ آصف کہہ رہے ہیں کہ ہم اس سازش کو بے نقاب کریں گے۔ آپ کے خیال میں یہ سازش کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس وقت تک نون لیگ اور پرنواز شریف کیمپ کا عدالتی فیصلے کے بارے میں جو تاثر سامنے آ رہا ہے وہ یہی ہے کہ عدالت نے اسٹیبلشمنٹ کی ڈائریکشن پر نواز شریف کے خلاف ایک غیر منصفانہ فیصلہ دیا ہے۔ اگر چہ یہ ایک بہت بڑا الزام ہے لیکن میں یہاں پاکستان کی تاریخ میں عدلیہ اور اسٹیبلشمنٹ، دونوں کے رول کا الگ الگ تجزیہ کروں گا۔ 1953ء میں مولوی تمیز الدین کیس اتنا مشہور کیس تھا کہ دنیا کی عدالتوں میں اس کا حوالہ دیا جاتا تھا۔ حالانکہ سندھ ہائی کورٹ نے مولوی تمیز الدین کے حق میں فیصلہ دیا تھا لیکن ہماری سپریم کورٹ نے سرنڈر کرتے ہوئے گورنر جنرل ملک غلام محمد کے حق میں فیصلہ دیا۔ تب سے آج 2017ء تک 64 سال گزر چکے ہیں، اس دوران ہماری عدلیہ نے جتنے سیاسی مقدمات کے فیصلے کیے ہیں ان کے بارے میں لگتا یہی ہے کہ وہ نظریۂ ضرورت کے تحت کیے گئے ہیں۔ یعنی ایک پوری کہانی ہے کہ ہماری عدلیہ کہاں کہاں کیا کرتی رہی۔ لیکن زیادہ تر یہ کام نواز شریف کے پچھلے پچیس تیس سال کے دور حکومت میں ہوا۔ انہی کے بارے یہ باتیں مشہور ہیں وہ ججوں کو فون کر کے اپنی مرضی کے فیصلے کرواتے تھے بلکہ ایک کیس کی ٹیلی فون ریکارڈنگ بھی چینلز پر دکھائی گئی جس میں وہ جسٹس ملک قیوم کو ہدایت دے رہے تھے کہ فلاں کیس کا فیصلہ یہ ہونا چاہیے۔ اس سے پہلے اگر چہ ججوں کی تقرری کا اختیار چیف ایگزیکٹو کے پاس ہوتا تھا اور حکومتیں اپنی مرضی کے جج مقرر کرتی تھیں اور ان سے اپنی مرضی کے فیصلے کرواتی تھیں۔ لیکن ججوں کو فون کرنے کا رواج نہیں تھا۔ یہ رواج بھی نواز شریف نے ڈالا، وہی ان پچیس تیس سالوں میں سب سے زیادہ حکومت میں رہے اور انہوں نے ہی عدالتوں کو یہ رخ دیا۔

اس دوران سب سے زیادہ فیصلے نواز شریف کے حق میں ہوئے جن میں چند ایسے فیصلے بھی تھے جو قانون کی نظر میں بنتے ہی نہیں تھے اور جو بعد میں چیلنج نہیں ہوئے۔ گویا ہماری عدلیہ اگرچہ 1953ء سے ہی غلط فیصلے کرتی آئی ہے لیکن اس کا مزاج زیادہ نواز شریف کے دور میں بگڑا ہے۔ تو اب اگر نواز شریف کے خلاف ایسا کوئی فیصلہ ہوا ہے تو اس میں نواز شریف کو شکایت کیوں ہے؟ جہاں تک اسٹیبلشمنٹ کا تعلق ہے تو بقول دشمناں وہ روگ آرمی ہے۔ 1959ء میں ایوب خان نے پہلا مارشل لاء لگایا اور پھر اس کے بعد مارشل لاء لگتے چلے گئے۔ لیکن اگر نون لیگ کو اسٹیبلشمنٹ کے اس رول پر اعتراض ہے اور اگر ان کا یہ ذہن تھا کہ اسٹیبلشمنٹ کا سیاست میں کوئی عمل دخل نہیں ہونا چاہیے تو جب پہلی بار نواز شریف کو گورنر جنرل غلام جیلانی نے وزیر خزانہ بنایا تھا تو انہیں چاہیے تھا کہ وہ انکار کر دیتے کہ میں مارشل لاء کی حکومت میں کوئی عہدہ نہیں لوں گا۔ لیکن انہوں نے خود اسٹیبلشمنٹ کے اس راستے کو مزید تقویت پہنچائی جس پر وہ چل رہی تھی۔ نواز شریف اسٹیبلشمنٹ ہی کی پیداوار ہیں، جنرل حمید گل نے ان کو جس طرح پالا پوسا اور پھر اس راستے پر لگایا وہ ایک لمبی کہانی ہے جو سب جانتے ہیں۔ لہٰذا آج اگر اسٹیبلشمنٹ اتنی خودسر ہے تو سیاستدانوں کو شکایت کیوں ہے جبکہ انہوں نے خود ہی اس کو راستہ دیا ہے۔

سوال: پوری دنیا کی حکومتوں میں اسٹیبلشمنٹ کا تھوڑا بہت رول تو ہوتا ہی ہے لیکن اس حد تک زیادہ رول کہ وہ حکومتوں کو بنانے اور ختم کرنے میں اثر انداز ہو کیا یہ مناسب ہے؟

ایوب بیگ مرزا: میں یہی کہہ رہا ہوں کہ نواز شریف نے اسٹیبلشمنٹ کے ساتھ مل کر اسے اس درجے تک پہنچایا۔ جب انہوں نے حمید گل کے ذریعے القاعدہ کے چیف اسامہ بن لادن کے ساتھ سعودی عرب کے ہوٹل میں ملاقات کی، جب انہوں نے بے نظیر کے خلاف اسٹیبلشمنٹ کے ساتھ مل کر سازش کی، جب انہوں نے اسٹیبلشمنٹ کے ساتھ مل کر جونیجو کے خلاف سازش کی تو اسٹیبلشمنٹ ایک طاقتور جن بن گیا۔ اب وہی جن بوتل سے باہر آ گیا ہے تو ان کو ڈراونا کیوں لگنے لگ گیا ہے؟ لہٰذا اگر نون لیگ یہ کہتی ہے کہ عدلیہ نے اسٹیبلشمنٹ کی پشت پناہی پر یہ فیصلہ دیا ہے تو اس کے سو فیصد ذمہ دار نواز شریف اور نون لیگ ہیں کیونکہ انہوں نے خود عدلیہ کو بھی غلط راستے پر ڈالا اور اسٹیبلشمنٹ کو بھی بہت طاقتور بنایا۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ہر ملک میں جہاں ایک سیاسی حکومت چل رہی ہوتی ہے وہاں ایک ان دیکھی حکومت بھی ہوتی ہے جو ملک کے مفادات کو دیکھ رہی ہوتی ہے اور ان کا تحفظ کرتے ہوئے سیاسی لیڈرشپ کو گائیڈ کرتی ہے۔ اگر سیاسی حکومت صحیح رُخ پر ہو اور عوام کی صحیح نمائندگی کرے تو پھر اسٹیبلشمنٹ ڈکٹیٹ نہیں کر سکتی۔ ہمارے ہاں سیاسی جماعتیں جب حکومت میں آتی ہیں تو ان کا پاپولر ووٹ بہت کم ہوتا ہے۔ یعنی وہ کوئی زیادہ پاپولر گورنمنٹس نہیں ہوتیں، نہ مستحکم ہوتی ہیں اور نہ صحیح بنیادوں پر کام کر سکتی ہیں۔ عالمی قوتوں کی ڈکٹیشن کو بھی وہ رد نہیں کر سکتیں جبکہ ہماری اسٹیبلشمنٹ کہتی ہے کہ ہم ملک کے مفادات کو زیادہ بہتر طور پر سمجھتے ہیں۔

> ایک امریکی صحافی ایما گولمن نے کہا ہے کہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جمہوریت کے ذریعے کوئی انقلاب آ سکتا ہے یا نظام تبدیل ہو سکتا ہے وہ احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔

سوال: حلقہ این اے 120 کے الیکشن کے نتائج میں دینی جماعتوں کے لیے کوئی سبق ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: یہ سبق تو بہت پہلے سے نظر آ رہا ہے، لیکن دینی جماعتوں نے سبق حاصل نہیں کیا۔ جماعت اسلامی، ملی مسلم لیگ اور تحریک اللھم لبیک کے امیدواروں کے کل ووٹ 13 ہزار کے قریب بنتے ہیں۔ ستر سالوں میں دینی جماعتوں نے الیکشن میں کوئی خاص کامیابی حاصل نہیں کی۔ سوائے مشرف دور کے جب ایم ایم اے بنی تھی اور اس وقت انہوں نے دو صوبوں میں حکومت بنائی تھی اور مرکز میں بھی کافی سیٹیں لی تھیں۔ لیکن ایم ایم اے بنانا بذات خود ایک بہت بڑی کامیابی تھی۔ لیکن اس ساری کامیابی کا کوئی خاص نتیجہ نہیں نکلا۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ دینی جماعتوں نے الیکشن میں حصہ لے کر غلطی کی، اس سے نہ صرف ہمارے ہاں مسلکی منافرت اور فرقہ واریت میں اضافہ ہوا بلکہ دینی جماعتیں کچھ حاصل بھی نہیں کر سکیں۔ سیکولر جماعتوں کے ساتھ مل کر سیاسی کھیل کھیلنے سے ان کی قدر و قیمت میں کمی آئی۔ یہاں تک کہ آج ان کا مذاق اُڑایا جا رہا ہے۔

سوال: اگر دینی جماعتوں کا ایک اتحاد بنتا اور ایک متفقہ اُمیدوار میدان میں لایا جاتا تو کیا اس سے حلقہ 120 کے نتائج پر کوئی اثر پڑتا؟

ایوب بیگ مرزا: صرف کچھ ووٹوں کی تعداد شاید بڑھ جاتی لیکن الیکشن کے نتیجے پر اس کا قطعی کوئی اثر نہ پڑتا۔ ہماری دینی جماعتیں اس سے سبق نہیں حاصل کر پا رہیں کہ دین کا کام، اسلام کے نفاذ کا کام پاکستان میں انتخابات کے ذریعے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ہماری بعض دینی جماعتیں مخلص ہو کر یہ بات کہہ رہی ہیں کہ ہم دونوں طرف یہ کام کریں، یعنی انتخابات کے ذریعے بھی ہم کوشش کریں کہ کامیابی حاصل کر کے اسلام کو نافذ کرنے کی کوشش کریں اور دوسری طرف دعوت کے ذریعے بھی لوگوں تک اسلام کو پہنچائیں۔ ان کے مطابق یہ دونوں کام بیک وقت کیے جا سکتے ہیں لیکن میری ذاتی رائے میں یہ ہرگز ممکن نہیں ہے۔ جب آپ دونوں محاذوں پر کام کریں گے تو یہ دو کشتیوں پر سوار ہونے والی بات ہوگی۔ جب تک دینی جماعتیں عوام کو یہ یقین نہیں دلاتیں کہ ہمارا مقصد ہرگز اقتدار نہیں ہے بلکہ ہمارا ہدف اسلام ہے اس وقت تک لوگ ان کا ساتھ نہیں دیں گے اور یہ یقین دلانے کے لیے انہیں کم از کم ایک بڑی مدت کے لیے انتخابات سے لاتعلق ہونا پڑے گا تاکہ عوام یہ سمجھیں کہ یہ جو کوششیں کر رہے ہیں وہ خالصتاً دین کے حوالے سے ہے اور انہیں کرسی کی کوئی خواہش نہیں۔ جب دینی جماعتیں یہ کام کریں گی تو پھر ان شاء اللہ عوام کی صحیح بنیادوں پر ذہن سازی ہوگی۔ لیکن اگر یہ دونوں کام اکٹھے کریں گے تو لوگ سمجھیں گے کہ یہ دعوت کا کام جو کر رہے ہیں یہ اصل میں انتخابات کے لیے کر رہے ہیں۔

سوال: جماعۃ الدعوۃ ماضی میں الیکشن کی سیاست پر یقین نہیں رکھتی تھی لیکن کچھ عرصہ قبل انہوں نے آناً فاناً ملی مسلم لیگ بنائی اور حالیہ ضمنی الیکشن میں انہوں نے اپنا اُمیدوار بھی کھڑا کر دیا۔ جماعۃ الدعوۃ کی اس نظریاتی تبدیلی کے حوالے سے آپ کیا کہیں گے؟

ایوب بیگ مرزا: اصل میں بیرونی قوتیں جماعۃ الدعوۃ کو دہشت گردی کے ساتھ جوڑتی ہیں۔ لہٰذا اس حوالے سے حکومت اور خاص طور پر فوج پر بیرونی قوتوں کا دباؤ ہے۔ اس لیے حکومت اور ہماری اسٹیبلشمنٹ کی خواہش ہے کہ ہماری یہ تنظیمیں، جن پر عالمی طاقتوں کو اعتراض ہے، کا یہ امیج ختم کیا جائے اور ایک نیوٹرل راستے سے مین سٹریم میں لایا جائے تاکہ ان کی بھی تسلی ہو جائے اور عالمی

طاقتوں کا واویلہ بھی کم ہو جائے۔ لہٰذا یہ ایک کوشش ہے کہ ان تنظیموں کے امیج کو سافٹ کیا جائے کیونکہ ہم عالمی قوتوں کے مقروض جو ہوئے ، بہت سے معاملات میں ہمیں ان کا سہارا لینا پڑتا ہے۔

سوال: عمران خان کا الیکشن میں دھاندلی کے حوالے سے بڑا سخت موقف تھا جس کے لیے انہوں نے دھرنا بھی دیا، عدالت میں بھی گئے اور سب کچھ کیا۔ کیا اس کا کچھ اثر این اے 120 کے ضمنی الیکشن میں نظر آیا؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اس میں دھاندلی کا اس طرح کا شور تو نہیں مچا۔ عمران خان نے بہر حال نتائج تسلیم کیے ہیں اور دھاندلی کا الزام نہیں لگایا بلکہ دھاندلی کا الزام تو مسلم لیگ نون نے لگایا کہ ہمارے کچھ لوگوں کو اٹھا لیا گیا اور ہمارے ووٹروں کو ووٹ نہیں ڈالنے دیا گیا۔ بہر حال کچھ پولنگ سٹیشنز پر الیکٹرانک ووٹنگ بھی ہوئی ہے، یہ بھی ایک اچھی پیش رفت ہے اور امید کی جاسکتی ہے کہ 2018ء کے انتخابات میں مزید پیش رفت نظر آئے گی۔ کم ازکم شہری سیٹوں پر الیکٹرانک پولنگ ہوگی۔ بہر حال اس الیکشن میں دھاندلی کے آثار نظر نہیں آئے۔

ایوب بیگ مرزا: الیکشن کے دن تو کوئی جعلی ووٹ سامنے نہیں آئے اور نہ بکس اُٹھانے کا کوئی معاملہ سامنے آیا۔ لیکن ایک ہوتی ہے پری الیکشن دھاندلی، یہ کام تو بہت ہوا ہے۔ یعنی سارے پاکستان کے غریب عوام کے وسائل حکومت نے اس ایک حلقہ میں جھونک دیئے۔ آصف زرداری نے یہ بھی الزام لگایا کہ وہاں موٹر سائیکلیں تقسیم ہوئی ہیں۔ یہ بھی الزام سامنے آیا کہ لوگوں کو باقاعدہ نوکریوں کے تقررنامے دیے گئے۔

سوال: حلقہ 120 کی الیکشن مہم کے دوران شریف فیملی میں پائی جانے والی رفت کھل کر منظر عام پر آگئی ہے۔ یہ طرز عمل شریف فیملی کی سیاست پر کتنا اثر انداز ہوگا؟

ایوب بیگ مرزا: حتمی طور پر ہم نہیں کہہ سکتے کہ رفت سامنے آگئی البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض باتیں سامنے آئی ہیں۔ اگر حمزہ شہباز کو وہاں الیکشن مہم چلانے کی اجازت نہیں دی گئی تو اس کی وجہ یہ تھی کہ الیکشن کمیشن کا قانون ہے کہ کوئی ایم این اے کسی دوسری الیکشن مہم میں حصہ نہیں لے سکتا۔ لہٰذا قانون کے مطابق اس نے حصہ نہیں لیا۔ اسی طرح عمران خان کو بھی وہاں انٹر نہیں ہونے دیا گیا۔ بلال یاسین گیا ہے تو اس کو نوٹس ملا ہے۔ میری ذاتی رائے میں شریف فیملی میں اگر کوئی رفت ہے تو وہ بھی پردے کے پیچھے ہی ہے اور یہی کوشش کی جارہی ہے کہ وہ ظاہر نہ ہو یعنی واضح طور پر سامنے نہ آئے۔

سوال: کیا کلثوم نواز صاحبہ الیکشن جیت کے پاکستان کی وزیراعظم بننے جارہی ہیں؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ابھی اس کے بارے میں کچھ بھی کہنا قبل از وقت ہوگا۔ ابھی ان کی بیماری کی نوعیت ایسی ہے کہ انہوں نے اس الیکشن مہم میں کوئی ٹیلی فونک خطاب بھی نہیں کیا۔ اس کے علاوہ کوئی بیان بھی سامنے نہیں آیا۔ صحت کے لحاظ سے ان کی کیا پوزیشن ہے ابھی کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ کہا جارہا ہے کہ ابھی ان کا آپریشن ہو رہا ہے۔ بہر حال ابھی سٹیٹس کو ہی رہے گا اور اس طرح کی کوئی تبدیلی نہیں آنے والی۔

> تبدیلی کے لیے ایک تو رائے عامہ ہموار کی جائے اور دوسرا کرپشن کے مواقع ختم کیے جائیں تا کہ ایک صالح قیادت اُبھر کر سامنے آئے۔

ایوب بیگ مرزا: یہ بیماری تقریباً ڈیڑھ سال پہلے انہیں لاحق ہوئی تھی مگر بیرونِ ملک علاج کا فیصلہ اب اچانک کیا گیا اور ابھی تک ان کی بیماری میں کوئی بڑی تبدیلی سننے میں بھی نہیں آئی ۔ یہ سب دراصل ایک پروگرام کا حصہ تھا کیونکہ انہیں یہ نظر آ رہا تھا کہ پوری فیملی قانون کی گرفت میں آئے گی ۔ لہٰذا ایک منصوبے کے تحت انہیں باہر بھیجا گیا ہے۔ کیونکہ ساری فیملی کو قانون سے بچنے اور وہاں رکھنے کے کوئی جواز تو پیدا کرنا تھا۔

سوال: کچھ اطلاعات اس طرح کی آرہی ہیں کہ نواز شریف کی طرح کئی پارٹی سربراہوں کو نااہل قرار دے کر منظر عام سے ہٹا دیا جائے گا اور ملک میں ایک ٹیکنوکریٹ حکومت لانے کی تیاریاں ہیں۔ ان اطلاعات میں کتنی صداقت ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: پاکستان میں اس وقت صورتحال بہت گھمبیر ہے کہ ہر چیز اپنی اصل بنیادوں پر نہیں رہی۔ پیپلز پارٹی اپنے آپ کو مین سٹریم سیاست سے آؤٹ محسوس کر رہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ زیادہ تر ان کی طرف سے ایسی باتیں پھیلائی جارہی ہیں۔ حالانکہ اس کا کوئی امکان نہیں ہے ۔ بین الاقوامی حالات کو سامنے رکھیں تو مارشل لاء ناممکن ہے اور نہ ہی فوج کو اس میں دلچسپی ہے کہ وہ کوئی براہ راست مداخلت کرے۔ پانامہ پیپرز کا معاملہ اٹھنے کی وجہ سے ایک پارٹی کے لیڈر کو نااہل قرار دیا گیا مگر اس میں بھی بہت وقت لگا۔ تمام جماعتوں کی لیڈر شپ کو ان کی مالی بدعنوانیوں کی بنیاد پر نااہل قرار دینے کے لیے عدالتی پراسس اتنا لمبا ہے کہ یہ معاملہ جلدی حل ہونے والا نہیں ہے اور آئین میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ آپ تمام پارلیمنٹ اور سینٹ کو ختم کر کے اور تمام سیاسی لیڈروں کو گرفتار کر کے کوئی ٹیکنوکریٹ حکومت بنا دیں۔ جو سیاسی پراسس اس وقت ملک میں چل رہا ہے اسی کے ذریعے ملک میں تبدیلی آئے گی۔ کیسے آتی ہے یہ وقت ہی بتائے گا۔ البتہ کوئی ایسا کام ضرور ہونا چاہیے کہ جس کے تحت سیاست میں صحیح لوگ اوپر آئیں۔ اس کے لیے ایک تو رائے عامہ ہموار کی جائے اور دوسرا کرپشن کے مواقع ختم کیے جائیں تا کہ ایک صالح قیادت ابھر کر سامنے آئے۔

سوال: جس طرح نواز شریف کو نااہل کرنے سے ملک میں ایک بحران پیدا ہوا ہے اسی طرح اگر کسی دوسری پارٹی کے لیڈر کو نشانہ بنایا جاتا ہے تو ملک میں حالات تو خراب ہوں گے؟

ایوب بیگ مرزا: نواز شریف صاحب کو نکالنے سے بحران نہیں بلکہ ایک ہل چل سی پیدا ہوئی ہے۔ بحران تب پیدا ہوتا اگر کوئی نئی حکومت نہ بن سکتی۔ یہ ایک لحاظ سے بڑا مثبت اشارہ ہے کہ نواز شریف اقتدار سے فارغ ہوگئے اور دو تین دنوں میں انہی کی پارٹی کا ایک نیا وزیراعظم سامنے آ گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کسی دوسری پارٹی کا سربراہ نااہل ہوتا ہے تو تب بھی کچھ نہیں ہوگا۔ ☆☆☆

قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

دعائے صحت کی اپیل

☆ بہاولپور کے رفیق تنظیم سید محمد ہاشم کے بھائی شدید علیل ہیں

☆ بہاولپور کے رفیق پروفیسر عبدالروف کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے

☆ حلقہ حیدر آباد، لطیف آباد کے مبتدی رفیق شعیب خان کی والدہ بیمار ہیں

برائے رابطہ: 0300-3034820

اللہ تعالیٰ تمام بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

زمانہ منتظر ہے......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے عالمی چودھری ڈونلڈ ٹرمپ کی توجہ کا مرکزی نکتہ اسلامی انتہا پسندی اور حامیوں کو ختم کر دیں گے ہی رہا۔ یقیناً شمالی کوریا امریکہ کی جان کو بھونڈ بن کر زیں زیں کرتا زچ کر رہا ہے، تاہم کانے دجال کا ہیولا ٹرمپ، برما کے بدھ انتہا پسندوں کے ہاتھوں ظلم، وحشت اور درندگی کی گرم بازاری سے کلیتاً اغماض برت گیا۔ سیکولر، لبرل انتہا پسند دنیا، یہودی اسرائیل اور بی جے پی مارکہ ہندو انتہا پسندی، بشار الاسد اور روس سب مل کر مسلم دنیا پر ٹوٹے پڑ رہے ہیں، اس کا کوئی تذکرہ نہیں۔ جہاں زلزلوں، طوفانوں کی درجہ بندی کی جاتی ہے، بہیمیت کو بھی درجے دینے کی ضرورت ہے۔ زلزلہ 8 درجے کا تباہ کن ہوتا ہے۔ طوفان 5 درجے کا ہلاکت خیز گردانا جاتا ہے۔ نام نہاد روشن خیال، ترقی اور تہذیب کی معراج پر متمکن بڑے صنعتی ممالک 21ویں صدی میں جس صنعت کو عروج دینے میں کامیاب ہوئے ہیں وہ درجہ 10 کی ہلاکت خیزی ہے۔ بڑی بڑی آبادیاں، بستیوں کو ہائی ٹیک طریقوں سے بھسم کر دینا، پلک جھپکتے میں لاشوں کے ڈھیر لگا دینا۔ جہاں نسبتاً پسماندگی ہو وہاں برما کی طرح ٹوکوں، خنجروں سے کام لینا۔ بستی در بستی پٹرول چھڑک کر آگ بھڑکانا۔ بچوں کو اٹھا اٹھا کر جلتے شعلوں میں پھینک دینا۔ قتل و غارت گری، لوٹ مار اجتماعی آبروریزی، میانمر کی فوج اور بدھ جتھوں کے ہاتھوں، بوسنیا میں سربوں کی سربیت کو بھلا کر بربریت کے نئے ریکارڈ ہائے درندگی قائم کیے گئے۔ 21ویں صدی بربریت کی صدی ہے۔

مسلمانوں کی لاشوں کے ڈھیر اور خون کے بھرے ٹب (جو بدھسٹ نے اکٹھا کیا) کے پیچھے تسکین بھرے چہرے ٹرمپ، پیوٹن، بشار الاسد، السیسی، نیتن یاہو کے ہیں۔ میانمر میں مسلمانوں کے قاتل فوجی سربراہ کا نام جنرل مین آنگ لینگ ہے، تاہم آج کی دنیا کا چلن آنگ لینگی ہے۔ یہ تو صرف ایک نام ہے۔ اصلاً دہشت گردی کے پردے میں، یا صرف مسلمان ہونے کے جرم میں ہر جا یہی آنگ لینگیاں جاری و ساری ہیں۔ حتیٰ کہ خود مسلمان ممالک میں شریعت پسند، شریعت طلب، باایمان مسلمانوں کو آہنی پردوں کے پیچھے اسی بربریت کا سامنا ہے۔ عالمی ضمیر اندھا گونگا بہرا ہو چکا۔ دنیا بھر میں مظاہروں کے بعد بہ دقت تمام 9 سال بعد سیکورٹی کونسل کے بند دروازوں کے پیچھے (گویا جرم کر رہے ہوں!) میٹنگ میں 15 ممالک کا ایک مشترکہ بیان جاری ہوا۔ روہنگیا مسلمانوں کی اشک شوئی کے لئے نسل کشی، مہاجرت کا نوٹس لیا گیا۔ انہوں نے اپنے اختیارات سنبھال کر رکھے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کو حاتم طائی کی قبر پر لات مار کر گنے چنے الفاظ کی خیرات دی جاتی ہے بیان کی صورت۔ افغانستان پر حملہ کرنے، جنوبی سوڈان مشرقی تیمور بنانے کے لیے عملی اقدامات فی الفور پوری گھن گرج سے کیے جاتے ہیں۔

قطر کے ساتھ جو رویہ اختیار کیا گیا ہے وہ بھی محل نظر ہے۔ اس میں بہت بڑا حصہ قطر کی مغربی دباؤ اور غلامی سے بغاوت کی خو بو ہے۔ الجزیرہ کی کارکردگی عالمی دجالی کانے میڈیا کے بزر جمہروں کے لیے ایک چیلنج ہے۔ ہر جگہ جا پہنچتا ہے۔ حقائق تلاشتا اور راز ہائے درون خانہ فاش کر کے عالمی غنڈہ گردیوں کے پول کھولتا ہے۔ میانمر پر اس کی تیار کردہ دو دستاویزی فلمیں خفیہ نسل کشی (The Hidden Genocide) اور خاموش ظلم (Silent Abuse) کے عنوان سے حقائق سامنے لاتی ہیں۔ بدھ راہب پوری ڈھٹائی سے روہنگیا مسلمانوں پر الزام تراشی کرتا اور یہ کہتا ہے کہ 57 مسلمان ممالک ہیں، انہیں لیں اور ہمارا مسئلہ ختم کریں۔ مسلمان گویا اپنے آبائی علاقوں سے فلسطین ماڈل نکال پھینکے جائیں۔ ان کے مسلمان بھائی اپنے ممالک میں انہیں آباد کر لیں! یہ صرف بدھ راہب نہیں، وسائل سے مالا مال اراکان علاقے کے لیے یہی فیصلہ امریکہ، چین، بھارت اور اسرائیل کا بھی ہے۔ جمہوریت کی چیمپئن سوچی مجسمۂ ڈھٹائی بنی۔ ان ممالک کی شہ پر مسلمانوں سے منہ موڑے قتل عام میں ملوث فوج کی ساتھی ہے۔ یوں بھی آج دنیا پر حکمرانی عالمی دجالی فوج کی ہے۔ ہر سویلین حکومت سوچی ہے اور پیچھے دجالی فوج کا ایک دستہ اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے پر مامور ہے جو ملک کا اصل حکمران ہے۔ مسلمان عوام کو بیدار ہو کر دنیا کو حقیقت پسندانہ نگاہ سے دیکھنا ہے۔ آپ لاکھ لبرل اور سیکولر بنیے۔ بوسنیا کی تاریخ پڑھ دیکھیں۔ دنیا کے پاس آپ کو دیکھنے کی صرف ایک عینک ہے، نسلاً مسلمان! بوسنیا میں نائٹ کلبوں میں ناچنے والے نوجوان، آزاد منش لڑکے لڑکیاں جو اجتماعی قبروں کا رزق بنے (مسلمان ہونے کے) اس جرم پر۔ اجتماعی آبروریزیوں کا نشانہ بنائی گئیں۔ اب یہی مناظر بلا تمیز تمام روہنگیا مسلمانوں کے ہیں۔

ہم جو ڈالروں کے بعد اب ین کی طلب میں منہ سنوار رہے ہیں، روہنگیا کے لئے چین کا رویہ ضرور ملاحظہ فرما لیں۔ سبزی خور بدھوں نے مسلمانوں کے ساتھ جس خونخواری کا ثبوت دیا ہے، کوئی جنیوا کنونشن، کوئی عالمی عدالت انصاف، جنگی جرائم کی شقیں آڑے نہیں آئیں۔ ہم سے زیادہ حقوق تو چیتوں، پانڈوں، تلور اور ڈولفن مچھلیوں کو حاصل ہیں۔

گلوبل چودھری امریکہ اور اس کے حواریوں کی پٹائی پر شدید طوفان مامور ہیں۔ پچاسی سالوں میں ایسے طوفان نہیں اٹھے جواب یکے بعد دیگرے اُمڈے چلے آ رہے ہیں۔ 5 درجے کے طوفان ماریہ بارے شاہدین نے کہا کہ اس کی آواز ایسی تھی جیسے کوئی عورت پورے پھیپھڑے پھاڑ کر چلا رہی، بے اختیار چیخ مار رہی ہو۔ یقیناً یہ دنیا بھر کی ماؤں کی گودوں سے بچے چھین کر انہیں اجاڑنے پر مامور تھے۔ سوٹڈ بوٹڈ درندوں کے عشرت کدوں، عیش گاہوں پر عذاب چیختا چنگھاڑتا (ماؤں کی چیخ بن کر ہی) مسلط ہوا ہوگا۔ یہ چیخ عفت مآب بیٹیوں کی آبروریزی کی چیخ ہے۔ سوئی امت کی بے حسی پر چیخ ہے۔ عافیہ کی پکار اس میں شامل ہے۔ کیریبین جزیروں اور پورٹو ریکو، بہاماز پر دوبارہ ٹوٹ پڑنے والی یہ بلا امریکہ، یورپ پر عذاب کا علامتی کوڑا ہے۔ کریبین جزائر میں یورپی امراء پر کوڑا برسا ہے۔ امریکی ورجن آئی لینڈ بھی تباہ و برباد ہوا ہے غیر معمولی پے در پے دو ہولناک طوفانوں سے۔ یہ سب امریکہ کا پچھلا صحن ہے۔ پورٹو ریکو عملاً نیم امریکن ہے۔ جزائر کا مجموعہ ہے جو امریکہ ہی کا حصہ ہے۔

امریکی نیوی کے اڈے، اس کے سیاسی، تزویری، معاشی مفادات یہاں گڑے ہیں۔ یہاں کے لوگ امریکی شہری مانے جاتے ہیں۔ سوحلیہ بگاڑ دینے والے طوفانوں کے یہ تھپیڑے امریکی سونڈ ہی پر داغ لگا رہے ہیں۔ ناقابل بیان تباہی ہوئی ہے۔ یہ تمام جزائر سیاحت، ہوٹلنگ، ساحل سمندر، کسینو، شراب خانوں کے مراکز تھے۔ دنیا کو بھبھواڑ کر عیش وراحت کی طلب یہاں پوری کرنے والے تہذیب کے سارے گندے انڈوں کا مرکز تھا، جس پر اکبر الہ آبادی والا تھپڑ آن برسا۔

تہذیب نو کے منہ پہ وہ تھپڑ رسید کر
جو اس زادی کا حلیہ بگاڑ دے

اب یہ تمام حسین وجمیل شداد کی جنتیں کوڑے کرکٹ کا ڈھیر بن چکی ہیں۔ مسلمانوں کی بستیاں جلا کر ان کی راکھ پر اپنی معیشت کی دیگیں دم دینے والوں کے لئے اس میں بڑی نشانیاں ہیں۔ ان عالمی حالات میں بھی یہ المیہ ہے کہ ہمارے تعلیمی اداروں میں مسلسل سکارف ہراسمنٹ (خوفزدہ، ہراساں کرنے) کے واقعات روزافزوں ہیں۔ پاکستان کو رشک فرانس یورپ بنانے کو یہ طریقہ آزمایا جا رہا ہے؟ طالبات، اساتذہ کو حجاب، نقاب پر نکو بنانے کی یہ پالیسی کہاں سے نازل ہوئی ہے؟ قرارداد مقاصد آئین کا حصہ ہے۔ آئین کی رو سے ایسی انتظامیہ، اساتذہ، ادارے آئین شکنی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یو ایس ایڈ نے یوم آزادی پر بڑے بڑے اشتہار دے کر جھنڈے گاڑے کہ گزشتہ برسوں میں ہم دونوں ممالک (امریکہ اور پاکستان!) نے مل کر پاکستانی قوم کی بنیاد کو مضبوط بنایا ہے۔ (!!)...... آؤ اس سفر کو منزل تک لے جائیں۔ سو پاکستان کو جڑ بنیاد سے ہلا ڈالنے والی ایڈز نما ایڈ نے ہمیں یہ دن دکھائے ہیں۔ اگرچہ ٹرمپ نے آ کر اس اشتہار پر خود ہی کافی پانی پھیر دیا ہے۔ حقیقی اشتہار وہ تھا جو افغانستان میں امریکی جہاز نے گرایا ہے (3 ستمبر)۔ کتے پر کلمہ لکھا ہے اور پیچھے (امریکی) شیر لپک رہا ہے۔ ایک سوراخ سے ہم کتنی مرتبہ ڈسے جائیں گے؟ دنیا آج پاگل انتہا پسندوں (ٹرمپ، مودی، شمالی کوریا، برما) کے ہاتھوں جس تباہی کی طرف بڑھ رہی ہے اس کے تناظر میں بہ زبان اقبال دل یہ کہتا ہے ؎

زمانہ منتظر ہے اب نئی شیرازہ بندی کا
بہت کچھ ہو چکی اجزائے ہستی کی پریشانی

☆☆☆☆

جوابِ مضمون

پے در پے حج و عمرہ نہ کرنے والوں کے نام

شیخ محمد نفیس

ندائے خلافت شمارہ 28، 18 تا 24 جولائی 2017ء میں دعوت فکر کے عنوان سے ایک مضمون جناب نثار احمد خان صاحب کا ''بار بار حج کرنے والوں کے نام'' سے شائع ہوا تھا۔ جس میں کسی قرآنی آیت یا حدیث مبارکہ کا حوالہ تو شامل نہ تھا، البتہ ان کے ذاتی تجربہ میں کچھ لوگ شامل ہوں گے جن کے ذرائع آمدنی مشکوک، الحجاج کہلوانے کا جذبہ اور والدین کی رضامندی کے بغیر بار بار حج کا سفر کرنے کے شوقین ہوں گے۔ یقیناً حج زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے۔ مسئلے کو سمجھنے کے لیے پہلے کچھ احادیث مبارکہ کا مطالعہ کرتے ہیں جن میں اس عمل کی طرف رغبت دلائی ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُوْرَةِ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةُ۔ (رواہ الترمذی والنسائی)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پے در پے کیا کرو حج اور عمرہ کیونکہ حج اور عمرہ دونوں فقر محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح ایک بھٹی لوہے اور سونے چاندی کا میل کچیل دور کر دیتی ہے اور ''حج مبرور'' کا صلہ اور ثواب تو بس جنت ہی ہے۔''

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''حج اور عمرہ پر دوام برتو، کیوں کہ یہ دونوں فقر اور گناہوں کو ختم کرتے ہیں، جیسا کہ دھونکی لوہے سے زنگ کو دور کر دیتی ہے۔'' (المعجم الاوسط، حدیث 3814)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک ان (گناہوں) کا کفارہ ہے، جو ان دونوں کے درمیان ہوئے ہوں، اور حج مبرور کا بدلہ صرف جنت ہے۔'' (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

اب خلفائے راشدین کا معمول دیکھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اپنی خلافت میں دو مرتبہ حج پایا۔ ایک سال وہ جنگوں میں مصروف تھے۔ دوسرے سال حج کی سعادت حاصل کی۔ حضرت عمر فاروق ؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں ہر سال حج کیا۔ یاد رہے ایک سال مدینہ میں قحط سالی رہی۔ تب چور کے ہاتھ کاٹنے کی سزا ساقط کر دی مگر ایسا کوئی حکم جاری نہ فرمایا کہ نفلی حج کرنے والے اس سال اپنی زاد راہ نادار لوگوں کو دے دیں اور حج پر نہ جائیں۔ حضرت عثمان ؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں تمام حج کیے سوائے جس سال وہ شہید ہوئے۔ حضرت حسن ؓ نے تیس حج پیدل کیے۔ یقیناً اس زمانہ میں بھی فقراء و مساکین موجود تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ غریبوں پر بہت فیاضی سے خرچ کرنے والی تھیں۔ ان کا فرمان ہے:

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم آپ ﷺ کے ساتھ جہاد اور غزوے میں شریک نہ ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سب سے بہتر اور اچھا جہاد حج مبرور ہے۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ نے یہ سنا ہے، تو اس کے بعد سے میں نے حج نہیں چھوڑا۔

(بخاری شریف، حدیث: 1861)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے طویل عمر پائی ہے۔ ان گنت حج کیے ہوں گے۔ دور صحابہؓ سے لے کر آج تک نیک ہستیوں کے حالات زندگی پڑھیں۔ حج و عمرہ کی کثیر تعداد ان کی زندگی میں ملتی ہے۔ عموماً قرآن پاک میں کئی آیات ہیں جو کسی عمل کو کرنے سے منع کرتی ہے۔ نماز کے قریب بھی مت جاؤ اگر تم نشہ کی حالت میں ہو۔ اس طرح یتیم کے مال، حیض والی عورت، رمضان

کے اعتکاف میں اپنی زوجہ سے مقاربت کی ممانعت۔ اگر ہمسایوں میں، عزیز واقارب یا اُمت پر کوئی آفت میں یا تنگی میں ان کی معاونت کو حج وعمرہ کے مقابلے میں اہم سمجھا جاتا تو کم ازکم نفلی حج کے بارے میں روک کر ان کی مدد کی ترغیب دلائی جاتی۔

حدیث مبارکہ میں بوڑھے والدین کی رضامندی سے حج کا ذکر ضرور ہے۔ غالب گمان ہے اکثریت ان کی اجازت سے جاتی ہوگی۔ نثار احمد خان نے ایک حکایت کا ذکر کیا ہے۔ ایسی کچھ تحاریر ملتی ہیں جس میں خواب یا غیبی آواز کا ذکر ہوتا ہے۔ گویا یہ محیر العقول واقعات ہیں۔ ایک مثال تصوف کے حلقوں میں پائی جاتی ہے۔ علماء اپنے خطاب جمعہ میں ذکر کرتے ہیں کہ ایک شخص ہر سال حج پر جاتا تھا۔ ایک دفعہ وہ اپنے بیٹے کو بھی ساتھ لے گیا۔ غیب سے آواز آئی۔ فلاں ابن فلاں تیرا حج قبول نہیں۔ اس کے بیٹے نے باپ سے کہا، بابا یہ آواز آپ نے سنی۔ باپ نے ہاں میں جواب دیا اور کہا یہ آواز تو میں کئی سال سے سن رہا ہوں۔ بیٹا بولا پھر بھی آپ ہر سال حج پر آجاتے ہیں۔ باپ نے جواب دیا۔ اس کے علاوہ کوئی اور در ہے ہی نہیں۔ جہاں جاؤں۔ پھر غیب سے آواز آئی تمہارے تمام حج قبول ہوئے۔ جو حکایت نثار احمد خان نے تحریر کی ہے۔ وہاں بھی کچھ ایسا معاملہ ہے ایک شخص کے حج پر نہ جانے سے اور وہ رقم مستحق ہمسایہ کو دینے سے 6 لاکھ مسلمانوں کا حج قبول ہوگیا۔ حیرت ہوتی ہے اس زمانہ میں گناہ کے راستے آج کی نسبت بہت کم۔ نہ انٹرنیٹ، نہ فیس بک، نہ مخلوط محافل، نہ کوایجوکیشن، نہ ہی بجلی حاصل کرنے کے ناجائز ذرائع، تب دودھ میں ملاوٹ ہوتی تھی تو بس پانی ڈال دیا۔ آج دودھ بغیر دودھ کے ایک قطرہ کے تیار ہو رہا ہے۔ تب کسی شخص کا حج قبول نہ ہوتا۔ لازماً ان میں علماء کرام، حفاظ کرام اور نیک لوگ ہوں گے۔ جانے کیا حکایت ہے۔

شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ اپنی ’’کتاب الحج‘‘ میں ’’شفاء قاضی عیاض‘‘ میں درج ایک قصہ نقل کرتے ہیں کہ ایک جماعت سعدون خولانیؒ کے پاس آئی، اور ان سے یہ قصہ بیان کیا کہ قبیلہ کتامہ کے لوگوں نے ایک آدمی قتل کیا اور اس کو آگ میں جلانا چاہا۔ رات بھر اس پر آگ جلاتے رہے مگر آگ نے اس پر ذرا بھی اثر نہ کیا۔ بدن ویسا ہی سفید رہا۔ سعدونؒ نے فرمایا کہ شاید اس شہید نے تین حج کیے ہوں گے۔ لوگوں نے کہا جی ہاں تین حج کیے ہیں۔ سعدونؒ نے کہا مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ جس شخص نے ایک حج کیا اس نے اپنا فریضہ ادا کیا اور جس نے دوسرا حج کیا اس نے اللہ کو قرض دیا اور جو تین حج کرتا ہے تو اللہ جل شانہٗ اس کی کھال کو، اس کے بال کو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔

اسی طرح قربانی کے بارے میں ایک طبقہ کا نقطۂ نظر بن گیا ہے جو مادی نظر سے دیکھتے ہیں۔ گھر کی طرف سے ایک قربانی کافی ہے۔ زیادہ قربانی ہونے سے مہنگائی بڑھ جاتی ہے۔ ریاکاری بہت ہے۔ ریاکاری تو نماز، روزہ، خیرات میں بھی ہوسکتی ہے ’’برق گرتی ہے تو حج اور قربانی پر۔‘‘ ایسے مضامین کم ہی شائع ہوتے ہیں کہ جن میں ترغیب دلائی ہو کہ اتنا بڑا بنگلہ نہ بنائے۔ 10 مرلے کا گھر بنا کر باقی رقم سے دس بیس کوارٹر بنا کر غریبوں کو دے دیئے جائیں۔ سیر و تفریح پر لاکھوں لگا دیا جاتا ہے، یہ رقم کی بچیوں کی شادی پر لگا دی جاتی! مسجد میں بہت بڑا فانوس لگا دیا جاتا ہے، وہاں کوئی نہیں کہتا کہ یہ رقم کسی دور دراز علاقہ میں مسجد کی تعمیر میں صرف کر دی جاتی۔ زور ہوتا ہے نفلی حج پر۔ قربانی کے جانور پر گرا جاتا ہے۔ اُن حاجیوں کو جو بار بار جاتے ہیں، اُن میں جانے کتنے اللہ والے ان میں شامل ہوں گے۔ ایک نظریہ یہ بھی ہے، لوگ رش کے اوقات میں طواف کرتے ہیں کوئی اللہ کا ولی طواف کر رہا ہوگا۔ اس بہانہ میں ہمارا بھی قبول ہو جائے گا۔ قرآن پاک کی آیت کا ترجمہ ہے۔ ’’نماز روکتی ہے فحاشی اور بے حیائی کے کاموں سے‘‘ سوال اُٹھایا جاتا ہے، کتنے نمازی اس دور میں ہیں نمازی بھی ہیں اور برے کاموں میں ملوث بھی۔ دو جوابات سننے کو ملتے ہیں۔ اہل علم سے ان کی نماز اس درجہ میں نہیں ادا ہو رہی جو مطلوب ہو۔ دوسرا، اللہ کرے گا نماز پر دوام رکھیں، برے کاموں سے نجات مل جائے گی۔ جو بار بار حج پر جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی توفیق سے ان کے معاملات بھی درست کر دے گا۔ ان شاء اللہ! ☆☆☆

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ’’مرکز حلقہ تنظیم اسلامی آزاد کشمیر، فلیٹ نمبر 402 چوتھی منزل، السیف پلازہ، گوجرہ بائی پاس روڈ نزد ڈنلو چھپی پل، مظفر آباد‘‘ میں
15 تا 21 اکتوبر 2017ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی تربیتی کورس

اور

20 تا 22 اکتوبر 2017ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 058-22447221 / 0300-7879787

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 36316638-36366638(042)

پاکستان میں شریعت محمدی ﷺ کا نفاذ

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید

حلقہ NA-120 کے ضمنی انتخاب کے جو نتائج سامنے آئے ہیں بالخصوص دینی جماعتوں کی جو پوزیشن ہے وہ ہم سب کے لیے شرمساری کا باعث ہے۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1957ء میں اس نتیجے پر پہنچ چکے تھے کہ انتخابی سیاست کے راستے سے اس ملک میں اسلام نہیں آسکتا۔ اس وقت صرف ایک الیکشن 1951ء میں ہوا تھا جس میں جماعت اسلامی نے حصہ لیا تھا۔ ایک اور خوفناک نتیجہ یہ نکلا ہے کہ اس الیکشن میں دینی جماعتوں کے سارے حاصل شدہ ووٹ بھی جمع کر دیئے جائیں تو بھی سیکولر جماعتوں کے مقابلے میں اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ پاکستان میں سیکولر عناصر جو خود کو روشن خیال اور موڈریٹ کہتے ہیں وہ بڑے دھڑلے سے یہ کہتے ہیں کہ پاکستان کے عوام کی عظیم اکثریت اس ملک میں اسلام نہیں بلکہ سیکولرازم چاہتی ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ مختلف سرویز کے دوران اس سوال کے نتیجے میں کہ کیا عوام کو اس ملک میں شریعت پسند ہے، جواب یہ آتا ہے کہ عوام کی اکثریت اسلام کو پسند کرتی ہے۔ وہ اسلامی نظام کو ترجیح دیتی ہے۔ اس سے کم از کم ایک بات ثابت ہوگئی کہ جو دینی جماعتیں انتخابی سیاست میں متحرک ہیں، وہ اپنا وقار بالکل کھو بیٹھی ہیں۔ لہٰذا راستہ کوئی اور ہونا چاہیے جسے ڈاکٹر اسرار احمدؒ وضاحت کے ساتھ بیان کرتے رہے تھے۔ انہوں نے بھرپور عوامی تحریک کو وطن عزیز میں اسلام کے نفاذ کے حوالے سے کامیابی کا ذریعہ قرار دیا۔ اس حوالے سے پاکستان میں ماحول بھی بہت سازگار ہے۔ ماضی کا تجربہ بھی ہے کہ جب کبھی دینی جماعتوں نے کسی دینی ایشو پر تحریک چلائی تو عوام نے ان کا ساتھ دیا اور اللہ نے انہیں کامیابی سے ہمکنار کیا۔ لیکن دینی جماعتوں نے جزوی ایشوز پر تحریکیں چلائی ہیں۔ قادیانیوں کے خلاف تحریک برپا ہوئی جو قادیانی مسئلے کے ساتھ محدود تھی۔ تحریک ناموس رسالت ﷺ کے حوالے سے پانچ سال قبل تحریک برپا ہوئی تھی۔ اس کی یادیں اب تک لوگوں کے ذہنوں میں محفوظ ہوں گی۔ حکومت نے ملعون آسیہ بی بی کو رہا کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا اور دستور کی دفعہ 295 کے حوالے سے بھی بیرونی دباؤ پر اسے ختم کرنے کی یقین دہانی کروائی تھی۔ پیپلز پارٹی کی حکومت تھی اور سلمان تاثیر گورنر پنجاب تھے۔ جو کچھ بھی ہوا اس سے ثابت یہ ہوا کہ حکومت نے تحریک کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے۔ تحریک کے دوران دو بڑے عظیم جلسے ہوئے اور ریلیز بھی نکلیں۔ حکومت سب کچھ ماننے کے لیے تیار ہوگئی۔ یہ طریقہ بہت موثر رہا ہے اور ہے۔ الیکشن کے میدان میں دینی جماعتیں صفر ہو کر رہ گئی ہیں۔ اور بھی بہت سے اعتبارات سے تحریک میں ہی خیر ہے۔ الیکشن کا راستہ تو پہلے ہی مشکوک تھا۔

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے
الیکشن ، ممبری، کونسل، صدارت
بنائے خوب آزادی نے پھندے
گریز از طرز جمہوری غلام پختہ کاری شو
کہ از مغز دو صد خر فکر انسانی نمی آید

یہ جو تم نے مغرب سے طرز جمہوری اختیار کرلیا ہے اس سے باز آجاؤ۔ ذہنی پختگی کا ثبوت دو۔ اس لیے کہ دو سو گدھوں کا بھی مغز جمع کر لیا جائے تو انسانی فکر پیدا نہیں ہوسکتی۔ علامہ اقبال نے جمہوریت کے بارے میں اس انداز سے اظہار خیال کیا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ الیکشن میں حصہ لینا حرام ہے۔ اس لیے کہ ملک کے دستور میں لکھا ہے کہ یہاں کا حاکم اعلیٰ اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ یہ بات صرف لکھی ہوئی ہے، عملاً ایسا نہیں ہے۔ اس لکھی ہوئی بات کو بھی مشکوک بنایا جارہا ہے۔ اگر اسے مشکوک بنا دیا گیا تو اس ملک میں دینی جماعتوں کا سیاست میں آنا حرام قرار پائے گا۔ اس لیے کہ جمہوریت اپنی اصل کے اعتبار سے کفر اور شرک ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ اسلام میں طاقت کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہے جبکہ جمہوریت میں عوام طاقت کا سرچشمہ ہیں۔ قانون بنانے کا اختیار عوامی نمائندوں کو حاصل ہے۔ عوام کی اکثریت کو یہ اختیار ہے کہ وہ حلال و حرام کے بارے میں فیصلہ کر دے۔ ساری دنیا کا تو یہی مذہب ہے۔ پاکستان میں اس کی گنجائش صرف اس لیے ہے کہ ہمارے دستور میں یہ طے ہو چکا ہے کہ حاکم اعلیٰ اللہ اور صرف اللہ ہے۔ اس کو تسلیم کرنے کے بعد جمہوری نظام اس کے ماتحت ہونا چاہیے۔ ورنہ ملک میں جمہوریت کا قطعاً کوئی جواز نہیں۔ لیکن ہماری عدلیہ کے چند فیصلوں کی وجہ سے اس کا جواز مشکوک ہو چکا ہے۔ کیونکہ ان فیصلوں میں اللہ کی حاکمیت کی کوئی یقین دہانی نہیں ہے۔ بہر حال یہ ایک ضمنی بحث ہے۔

جو دینی جماعتیں یہ سمجھ رہی ہیں کہ ملک میں اسلامی نفاذ کا یہی ایک راستہ ہے۔ ان سے گزارش ہے کہ دوسرا راستہ بھی ہے اور دینی جماعتوں نے ایک سے زائد مرتبہ تحریک کے راستے کو اختیار کیا تو اللہ نے کامیابی عطا فرمائی۔ مجھے حال ہی میں ایک ایسے اجلاس میں شرکت کا موقع ملا جس میں بہت سی دوسری جماعتوں کے نمائندے موجود تھے۔ الحمدللہ، وہاں میں نے اپنا موقف تفصیل سے بیان کیا۔ یہ ملی یکجہتی کونسل کا پلیٹ فارم تھا۔ میرے موقف کو سنا بھی گیا اور اس پر غور کرنے کا عندیہ بھی دیا گیا۔ اللہ کرے کہ ہماری دینی جماعتیں اس راستے کو اختیار کریں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس ملک میں نظام مصطفیؐ کی تحریک چلی تھی جو ناکام ہوگئی۔ اس تحریک کے بارے میں عمومی تاثر یہی ہے۔ میں نے اس کی وہاں بھی وضاحت کر دی تھی اور یہاں بھی کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ اس کا پس منظر کیا تھا۔ یہ 1977ء کی بات ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو کے اقتدار کی مدت پوری ہوگئی تو انہوں نے اگلا الیکشن اپنی ہی حکومت کے زیر انتظام کروادیا۔ انہوں نے بھرپور الیکشن مہم چلائی اور اس کے نتیجے میں انہیں بھرپور کامیابی حاصل ہوئی۔ پاکستان کی دیگر سیاسی جماعتوں نے ان کے خلاف ایک محاذ قائم کیا اس موقف پر کہ الیکشن میں دھاندلی ہوئی ہے اور ہم نتائج کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس بارے میں سب سے پہلے آواز بلند کرنے اور مرکزی کردار ادا کرنے والے اصغر خان تھے۔ وہ کھلے ذہن کے سیکولر تھے۔ جبکہ سیکولرازم نظام مصطفیؐ کا دشمن ہے۔ اسے کسی نبی یا رسول کا نظام نہیں چاہیے۔ سیکولرازم یہ ہے کہ جمہوری عمل کے نتیجے میں وجود میں آنے والی پارلیمنٹ جو چاہے قانون بنائے، اس میں کسی مذہب کا دخل نہیں ہونا چاہیے۔ بہر حال مختلف سیکولر اور دینی جماعتوں پر مشتمل پاکستان نیشنل الائنس یعنی متحدہ قومی محاذ نے تحریک چلائی۔ اصلاً یہ بھٹو حکومت کے خلاف تحریک تھی یعنی اینٹی بھٹو تحریک۔ لیکن جب یہ محسوس ہوا کہ تحریک کا مومنٹم نہیں بن رہا تو اس کا عنوان

نظام مصطفیٰ ؐ تحریک بنا دیا گیا۔ مولانا مفتی محمودؒ کو اس اتحاد کا صدر بنا دیا گیا۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اس وقت واضح طور پر کہہ دیا تھا کہ نظام مصطفیٰ ؐ کے نام پر عوام کو دھوکا دیا جا رہا ہے۔ جس دن بھٹو ہٹ گیا، یہ تحریک منتشر ہو جائے گی۔ بہر حال نظام مصطفیٰ ؐ کا نعرہ اس قدر موثر تھا کہ جس نے لوگوں میں بھرپور جوش و جذبہ پیدا کر دیا۔ لوگ بڑی سے بڑی قربانی کے لیے آمادہ ہو گئے حتیٰ یہ کہ لوگوں نے گریبان کھول کر سینوں پر گولیاں کھائیں۔ لیکن حقیقت کچھ اور تھی۔ جیسے ہی بھٹو ہٹا، تحریک ختم ہو گئی۔ یہ ایک بہت بڑا دھوکا تھا۔ وہ ایک خالص سیاسی تحریک تھی جس میں ملک کی سیکولر جماعتیں بھی شامل تھیں۔ سیکولر جماعتوں کا نظام مصطفیٰ ؐ سے کیا سروکار۔ لہٰذا دینی جماعتوں کے ذمے یہ قرض ہے کہ وہ حقیقی نظام مصطفیٰ ؐ تحریک چلائیں۔ جس قدر جلد ہو سکے اس قرض کی ادائیگی کا اہتمام کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ ☆☆☆

ضرورت رشتہ

☆ آزاد کشمیر (راولاکوٹ) کے رفیق تنظیم کو اپنے بیٹے عمر 36 سال، تعلیم ایم اے اکنامکس، پرائیویٹ کالج میں استاد، کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0311-6416542
0312-4024677

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 26 سال، تعلیم ایم فل کیمسٹری، ایک سالہ قرآنی عربی کورس، کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0332-4984766

☆ پیرمحل، ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مقیم دو بھائیوں کے لیے عمر 25 سال، تعلیم بی اے، باعمل حافظ قرآن، رفیق تنظیم، مسجد و مدرسہ کے خطیب و مہتمم اعلیٰ قد "5'.9...... دوسرا بھائی، عمر 20 سال، گریجویٹ، ذاتی کاروبار کے مالک، قد "5'.7، دونوں بھائیوں کے لیے حافظہ و عالمہ، اقامت دین کی جدوجہد کے جذبہ کی حامل، رسم و رواج اور ذات کی قید سے آزاد ترجیحاً دو سگی بہنوں کے رشتے درکار ہیں۔ برائے رابطہ: 0346-4845440

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، تعلیم بی ایس سی آنرز (سپیچ اینڈ لینگوج پتھالوجی) کے لیے نیک، تعلیم یافتہ اور برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0332-4984766

دین اللہ کے آئینی نفاذ کی وکالت اور اس کی جمہوری جدوجہد

پروفیسر ڈاکٹر جمعہ خان کاکڑ
kakarmedicalentomologist@yahoo.com

قرآن مجید اور احادیث کے مطالعے سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور بنی آدم کا کھلا اور جانا پہچانا دشمن شیطان ہی ہے۔ اُسی ہی نے دھوکہ دے کر آدم اور حوا کو بہکایا، جنت سے نکلوایا اور اللہ کا راندۂ درگاہ اور مجرم ٹھہرا۔ اسی شیطان اور اِس کی ذریات کے بہکاوے میں آکر پچھلی قوموں نے اللہ کے احکام اور اپنے انبیاء و رسل کے بیان کردہ حقائق سے انکار کیا۔ اپنے طرز عمل اور اپنی ہی عیاشیوں و خرمستیوں میں مگن رہے۔ ان کے علماء و مشائخ خوشحال خاندانوں اور حکومتِ وقت سے مراعات لینے میں جت گئے۔ اللہ نے اپنی سنت کے مطابق جو کبھی نہیں بدلتی، کھلے نافرمانوں سے بدلہ لیتے ہوئے عذاب نازل کیا۔ قومیں ہلاک کر دی گئیں اور اُن کی بستیاں جڑ سے اکھاڑ دی گئیں (القصص:16-18، الطلاق:8-9، بنی اسرائیل: 86) بعض قوموں کے مسکن پاکستان میں بھی ہڑپہ اور موئین جودڑو کی شکل میں بطور عبرت موجود ہیں۔ سندھ فیسٹیول کے نام پر موئین جودڑو میں مشاعرہ، صوفی نائٹ، میوزک، فلم اور Cuisine پر عوام کے 250 ملین روپے اُڑا دیے گئے۔ جس سے نہ اللہ خوش ہوا اور نہ اس کا رسول خوش ہوا۔ اس رقم سے سندھ کے ہسپتالوں میں مریضوں کے ہزاروں نئے بستر اور کچھ نئے وارڈ بنائے جا سکتے تھے۔ افسوس! کہ ملکی سیکولر، لبرل اور قوم پرست عناصر شیطان کے بہکاوے میں آکر اللہ کے ان باغیوں اور Condemned لوگوں سے اپنا رشتہ جوڑتے ہوئے اور مسکرا کر اپنا سر آسمان کی طرف کرتے ہوئے اپنا سینہ پھلا دیتے ہیں۔ موجودہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور Technically Advanced تہذیب یافتہ ہونے کے تکبر میں ڈوبے ہوئے یہ عناصر قرآن اور حدیث کا مطالعہ دل کی آنکھوں سے کیوں نہیں کرتے؟ اس سارے طرز عمل پر سرکاری، درباری علماء و مشائخ و سیاسی مولویوں کی مجرمانہ خاموشی اپنے سیاسی و مراعتی مفادات کے تحفظ کی بہت گھناؤنی سازباز کی نشاندہی کرتی ہے۔ امت کی زبوں حالی سے ان کا کیا لینا دینا۔ کھلے نافرمانوں پر اللہ کے عذاب کا نزول ہونا اللہ کی سنت کا ایک لازمی خاصہ ہے اور یہ خطہ بلاشبہ اس کا مستحق بنا ہوا صاف دکھائی دے رہا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

رگوں میں دوڑتے ہوئے شیطان لیے انسانوں کو صرف اور صرف نظام خلافت اور شرعی قوانین ہی کنٹرول کر سکتے ہیں۔ انسانوں نے اپنے لیے جو آئین و قوانین بنائے اس میں انہوں نے چور دروازے رکھے۔ تاریخ گواہ ہے کہ معاشرے کے خوشحال خاندانوں نے شیطان کے اکسانے پر ہی استحصالی قانون سازی کی ہے۔ آسودہ حال اور طاقتور لوگوں نے اپنے لیے ایک قانون بنایا جس میں نکل بھاگنے کے سو دروازے موجود اور کمزور و غریب کے لیے دوسرا قانون۔ اسلامی نظام سے محروم قوموں کی بربادی اور بے چینی کی اصل وجہ یہی دوہرا قانونی معیار ہے۔ جمہوری دور میں بھی ناروا انتخابی قوانین بنوا کر دھاندلی، دھونس اور پیسے سے ووٹ خریدے جاتے ہیں لہٰذا غریب اور کمزور قانون ساز اداروں میں آ ہی نہیں سکتے اور اگر دو چار آ بھی گئے تو کیا ہوا اکثریت کا ووٹ تو طاقتور اور خوشحال خاندانوں کے لیے ہے۔ پاکستان میں ایک پلڑے میں شریف، زرداری، بھٹو خاندان اور ان کے حواری ہیں جن کے بچے، جائیداد اور کاروبار اور ان کا علاج سبھی کچھ امریکہ اور یورپ میں ہے اور دوسرے پلڑے میں پانچ کروڑ خاندان ہیں جو پینے کے صاف پانی اور زندگی کی بنیادی ضروریات کی اشیاء سے بھی محروم ہیں۔ موجودہ مغربی جمہوریت کی سب سے بڑی خباثت یہ ہے کہ یہ ایک ملعون نظام ہے جس میں حاکمیت کا اختیار عوام کے ووٹ کے ذریعہ پارلیمنٹ کو ہوتا ہے اور یہی چیز کفر ہے، شرک ہے۔ انسانیت کے لئے جمہوریت کی جھوٹی چادر اوڑھے اس جابر نظام کا توڑ صرف اور صرف دین اللہ کا آئینی و قانونی نفاذ اور اس کا غلبہ ہی ہے۔ خوشحال خاندانوں کے بنائے ہوئے اس مضبوطی سے قائم استحصالی نظام کو اکھاڑنا آسان نہیں ہے۔ 1973ء کے آئین میں

اللہ کو دھوکہ دیا گیا ہے اور اللہ کے ساتھ چال بازیاں کی گئیں ہیں۔ بھٹو صاحب نے تو اپنے آئین سے قرارداد مقاصد کو اپنے دورِ حکومت میں تقریباً چار سال تک باہر ہی رکھا اور اسے آئین کا حصہ نہیں بنایا۔ آئین کے آرٹیکل 31 میں ملک میں قرآن و سنت محمدؐ کے مطابق کل نظام زندگی و کاروبارِ زندگی کے قیام و نفاذ کی بات نہیں کی گئی۔ (d)37 میں عدالتوں کو ایک وقت مقررہ میں مکمل فیصلے دینے کا پابند نہیں کیا گیا اور نہ ہی فیصلے قرآن و سنت محمد ﷺ کے مطابق دینے کا پابند کیا۔ (d)38 میں حاجت مندوں کو زندگی کی بنیادی اشیاء کی مفت فراہمی کی بات نہیں کی گئی۔ دفعہ (f) 38 میں سودی لین دین کو ختم کرنے کے لیے Fixed Time Frame نہیں دیا گیا۔

ابن ماجہ کی حدیث کے مطابق حضور ﷺ نے فرمایا کہ سود کے گناہ کے ستر حصے ہیں اور کم ترین یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ نکاح کرے۔ 1991ء میں نواز شریف حکومت نے سپریم کورٹ میں وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف اپیل دائر کی، جس کی 1999ء تک سماعت نہ ہو سکی۔ مشرف حکومت نے 2001ء میں UBL کے ذریعہ 1999ء کے سپریم کورٹ کے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کی توثیق کے عمل کو روکنے کے لیے مزید مہلت طلب کی۔ 2002ء میں سپریم کورٹ کے مشرف کے PCO ججوں نے سرسری سماعت کے بعد سپریم کورٹ کی شریعت اپیلیٹ بینچ کے تاریخ ساز فیصلے (1999ء) کو کالعدم قرار دیتے ہوئے کیس کو دوبارہ سماعت کے لیے وفاقی شرعی عدالت کو بھجوا دیا۔ 2015ء میں سپریم کورٹ نے سود کے خاتمہ کی آئینی درخواست یہ کہہ کر خارج کر دی کہ معاملہ شرعی عدالت میں زیرِ سماعت ہے۔ فاضل جج نے یہ ریمارکس بھی دیے جو سود نہ لینا چاہیں نہ لیں اور جو سود لے رہے ہیں ان سے اللہ پوچھے گا۔ آرٹیکل 41 میں صدر مملکت کے Eligibility Criteria میں صدر کے صادق اور امین ہونے اور قرآن کے احکام اور سنت محمدؐ پر مکمل عمل پیرا ہونے کی کوئی شرط سرے سے ہے ہی نہیں۔

اور نہ آئین میں کہیں صدر، وزیراعظم، گورنرز، وزرائے اعلیٰ، وزیروں، مشیروں، ایم این ایز، ایم پی ایز، سینیٹرز اور بیوروکریسی کے لیے قرآن کے احکام اور سنت محمدؐ پر مکمل عمل پیرا ہونے کی کوئی شرط موجود ہے۔ آرٹیکل 45 میں مذکورہ صدر کا اختیار خلاف قرآن و سنت محمدؐ ہے۔

آرٹیکل 227 میں سبھی موجودہ قوانین کو قرآن و سنت محمدؐ کے مطابق بنانے کے لیے کوئی وقت مقررہ کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اس دفعہ کو محض راہ نما اصول کی حیثیت دی گئی ہے اور اسے عملی ضابطہ کی حیثیت نہیں دی گئی۔ آرٹیکل 229، 230 میں پارلیمنٹ و صوبائی اسمبلیوں کو پابند ہی نہیں کیا گیا کہ وہ فوراً ایک وقت مقررہ میں اسلامی نظریاتی کونسل کی ہر سفارش پر بحث کے بعد اُس کے مطابق اسلامی قانون سازی کرنے کی پابند ہوگی۔ آرٹیکل 228 کے مطابق اسلامی نظریاتی کونسل کے سبھی ممبران کے لئے قرآن کے احکام و سنت محمدؐ پر مکمل عمل پیرا ہونے کی کوئی شرط ہی نہیں ہے۔ آرٹیکل 248 غیر اسلامی، غیر قرآنی اور سنت محمدؐ کے خلاف ہے۔ آئین میں ایسی کوئی شق سرے سے موجود ہی نہیں جو پابند کرتی ہو کہ صدر مملکت، وزیراعظم، گورنرز، وزرائے اعلیٰ، وزیروں، مشیروں، ایم این ایز، ایم پی ایز، سینیٹرز اور بیوروکریسی کی تنخواہیں، مراعات قرآن و سنت محمدؐ کے مطابق ہی ہوں گی۔ آئین میں ایسی کوئی شق موجود ہی نہیں جو یہ اعلان کرتی ہو کہ ملک کے تمام معاملات میں قرآن و سنت محمدؐ ہی سپریم لاء آف دی لینڈ ہوگا اور عدالتیں اور انکوائری کمیشن/کمیٹیاں سبھی قرآن و سنت محمدؐ کے مطابق فیصلے دینے کی پابند ہوں گی۔ آئین میں ایسی کوئی شق سرے سے موجود ہی نہیں جو یہ کہتی ہو کہ گورنر، وزیر، مشیر، چیئرمین اور وائس چیئرمین اور ممبرز، ڈائریکٹرز، ڈپٹی ڈائریکٹرز، اسسٹنٹ ڈائریکٹرز آف الیکشن کمیشن، نیب، ایف آئی اے، ایف بی آر، کسٹم، اکسائز، نیشنل اور سٹیٹ بینک، ایس ای سی پی، ایڈیٹر و اکاؤنٹنٹ جنرل، فیڈرل اور صوبائی محتسب، چیف سیکرٹریز، فیڈرل اور صوبائی سیکرٹریز، وفاقی اور صوبائی وزراء اور ڈیپارٹمنٹس کے تمام ایڈیشنل اور ڈپٹی سیکرٹریز، بشمول ایجوکیشن، پولیس کمشنرز، ڈپٹی اور اسسٹنٹ کمشنرز اور ججز کی اسامیوں پیدا کرنا، اناؤنسمنٹ، سیکروٹنی بشمول ٹسٹ اور انٹرویو، تعیناتی، Evaluation، ترقی اور تنزلی سبھی کچھ وفاقی معاملات میں سپریم کورٹ اور صوبائی معاملات میں ہائی کورٹ اور فوج اور سول سوسائٹی (جن کا انتخاب عدلیہ کرے گی) کی مشترکہ کمیٹی کرے گی۔ ایسی شق کا آئین میں ہونا بہت ضروری ہے۔ اس سے ہر قسم کی کرپشن کو روکنے میں مدد مل سکتی ہے اور ایماندار قیادت سامنے آسکتی ہے۔ لیکن استحصالی جمہوریت سے سو فیصد مستفید حکمران و سیاستدان ان شقوں کو کبھی بھی آئین کا حصہ نہیں بنائیں گے۔ انتخابات کے ذریعہ یہاں منہج رسول ﷺ والا نظام خلافت کبھی قائم ہو ہی نہیں سکے گا۔ ہاں کچھ سیاسی علماء حکومت سے ساز باز کر کے اپنی پارٹی کے کچھ لوگوں کو نوازنے کے لئے کچھ وزارتیں اور عہدے لے لیں گے۔ لہٰذا وقت کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ کی آئینی و قانونی حاکمیت کے قیام و نفاذ کے لئے مخلصین اسلام ریٹائرڈ ججز، وکلاء، کالجز و یونیورسٹیز کے پروفیسرز، میڈیکل ڈاکٹرز، انجینئرز، ریٹائرڈ فوجی، میڈیا پرسنز، ریٹائرڈ بیوروکریٹس وغیرہ پر مبنی ایک قانونی و جمہوری پریشر گروپ کی تشکیل دیں جو توڑ پھوڑ اور دنگا فساد کا قائل نہ ہو۔ اگرچہ کوئی توقع نہیں لیکن اتمام حجت کے لیے وہ اپنا کیس آئینی و قانونی طور سے سپریم کورٹ میں لڑے اور ہر جمہوری طریقے سے حکومتی و اپوزیشن ارکان کو قائل کرے۔

شاید کہ وہ نظام قرآنی کے آئینی و قانونی نفاذ و بالادستی ماننے کو تیار ہو جائیں اور ضد چھوڑ دیں۔ وگرنہ حقیقت یہ ہے کہ کوئی تبدیلی اُس وقت تک آ ہی نہیں آسکتی جب تک نظام باطل کو تہ و بالا کر کے حقیقی اسلام کو بطور نظام نافذ نہ کیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب!

☆☆☆☆☆

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ بہاولپور کے نقیب محمد مکرم عباسی کی ساس وفات پاگئیں۔ برائے تعزیت: 0300-9680082

☆ ملتان کینٹ کے رفیق محمد فیصل قریشی کے چچا اور پھوپھی وفات پاگئیں

برائے تعزیت: 0300-7180182

☆ نیو ملتان کے رفیق افتخار احمد کی اہلیہ وفات پاگئیں

برائے تعزیت: 0333-6119078

☆ اسلام آباد جنوبی کے معتمد صفدر اعوان کے بہنوئی کیپٹن (ر) امیر محمد وفات پاگئے

☆ حلقہ پنجاب شمالی کے معتمد محمد ندیم علوی کے نانا وفات پاگئے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

حلقہ پنجاب پوٹھوہار کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیتی اجتماع

اجتماع 17 ستمبر بروز اتوار میرپور میں منعقد ہوا۔ آغاز صبح 10 بجے ہوا۔ 61 رفقاء نے شرکت کی۔ سب سے پہلے محمد نعمان نے دنیا کی حقیقت کے موضوع پر دلچسپ انداز میں درس قرآن دیا۔ اس کے بعد عبدالباسط فاروقی نے لذت ایمان کے حوالے سے درس حدیث دیا۔ اس کے بعد فیاض اختر میاں نے تحریکی افراد کے لیے علم کی اہمیت اور ضرورت پر گفتگو کی۔ اس کے بعد محمد اشرف نے انفرادی دعوت اور اہمیت کے موضوع پر بہت جامع انداز میں گفتگو کی۔ نماز ظہر کے بعد افتخار احمد نے شہادت حق کے موضوع پر گفتگو کی۔ اس کے بعد اقامت الصلوٰۃ کے حوالہ سے محمد نعمان نے خطاب کیا۔ اُنھوں نے رفقاء سے فرض نماز کی اہمیت اور اذکار مسنونہ کے ساتھ ساتھ نفلی عبادات کی اہمیت اور ضرورت بیان کی اور آخر میں امیر حلقہ پنجاب پوٹھوہار مشتاق حسین نے اختتامی کلمات میں رفقاء کا شکریہ ادا کیا۔ اجتماع کا اختتام مسنون دعا پر ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری حاضری قبول فرمائے۔ آمین

(مرتب: رفیق تنظیم)

برمی مسلمانوں کی نسل کشی کے خلاف حلقہ جات کراچی کا مظاہرہ

11 ستمبر 2017ء کو تنظیم اسلامی کراچی کے تینوں حلقہ جات کا مشترکہ مظاہرہ حلقہ کراچی وسطی کے زیر اہتمام کراچی پریس کلب کے سامنے منعقد ہوا۔ مظاہرین نے مختلف نعروں پر مشتمل پلے کارڈز اور بینرز اُٹھا رکھے تھے۔ افتتاحی گفتگو میں جناب عامر خان نے کہا کہ عالم کفر نے متحد ہو کر دنیا بھر میں مسلمانوں کے خلاف ظلم و ستم اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کر رکھا ہے اور اُمت مسلمہ خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔ میانمار میں فوج کی سرپرستی میں عورتوں اور بچوں کو زندہ جلایا جا رہا ہے۔ مردوں کا قتل عام جاری ہے اور مسلمان ممالک کے حکمران اسی عالم کفر سے اپنے اقتدار کے استحکام کے لیے تعاون کی درخواست کر رہے ہیں۔ صرف ترکی کے صدر طیب اردگان نے دینی و ملی غیرت و حمیت کا مظاہرہ کیا ہے اور مظلوموں کی مدد کے لیے آگے بڑھے ہیں۔ انسانی حقوق کی تنظیم ہیومن رائٹس واچ کے مطابق آگ میانمار کی فوج نے لگائی ہے۔ مزید کہا کہ آنگ سانگ سوچی کا ایک اور بھیانک روپ سامنے آیا ہے جنھوں نے اقوام متحدہ کی جانب سے متاثرین کے لیے فراہم کی جانی والی امداد بلاک کر دی ہے۔

مظاہرہ سے خطاب کرتے ہوئے جناب شجاع الدین شیخ نے میانمار میں روہنگیا مسلمانوں پر سرکاری فوج اور بدھ ملیشیاؤں کے مظالم اور مسلمانوں کی نسل کشی پر شدید غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے اسے بدترین قسم کی نسل کشی قرار دیتے ہوئے مطالبہ کیا کہ ان مظالم کی فوری طور پر تحقیقات کروائی جائے۔ آنگ سانگ سوچی کی سرکاری فوج کے ساتھ ساتھ بدھ ملیشیاز بھی میانمار کے مسلمانوں کے گھروں پر حملوں اور جلانے میں مصروف ہے، ان حملوں سے بچ جانے والے پناہ کی تلاش میں خلیج بنگال عبور کر کے بنگلہ دیش کی طرف جا رہے ہیں مگر ایسی کشتیاں بھی ہیں جن کے نصیب میں کنارا ہی نہیں ہے۔ ڈوب کر جاں بحق ہونے والوں میں بڑی تعداد بچوں کی ہے جن کی لاشوں کو دریا کنارے ہی اجتماعی قبروں میں دفن کیا جا رہا ہے۔ انھوں نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ پاکستان میں مقیم برما کے سفیر کو فوری طور پر ملک بدر کرکے اور اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کے لیے او آئی سی کے ساتھ مل کر کام کرے اور عالمی برادری روہنگیا مسلمانوں کے تحفظ اور تشدد کے خاتمے کو یقینی بنائے۔ میانمار میں اس قتل عام پر فوری طور پر او آئی سی کا اجلاس منعقد ہونا چاہیے تاکہ مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کو روکنے کے لیے دباؤ ڈالا جا سکے۔ انھوں نے مطالبہ کیا کہ خواتین کی ہٹلر آنگ سانگ سوچی سے نوبل انعام واپس لیا جائے اور ان کے خلاف عالمی عدالت انصاف میں مسلمانوں کے قتل عام پر مقدمہ چلایا جائے۔

اس مظاہرے کے لیے 13 بینرز اور 72 پلے کارڈز تیار کیے گئے تھے۔ علاوہ ازیں دوران مظاہرہ 1000 ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے۔ بعد ازاں بینرز اور پلے کارڈز مقامی تناظیم میں تقسیم کر دیے گئے تاکہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں آویزاں کر سکیں۔ حلقہ کراچی وسطی کی مقامی تناظیم نے اپنے اپنے علاقوں میں تقریباً 17,000 ہینڈ بلز تقسیم کیے۔ مظاہرے میں بڑی تعداد میں رفقاء و احباب نے شرکت کی۔ (رپورٹ: عمر بن عبدالعزیز)

غلبہ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں | تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور

شمارہ اکتوبر 2017ء
محرم الحرام ۱۴۳۹ھ

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

مشمولات

☆ نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کا ایک قابلِ عمل اور مؤثر طریق کار —— حافظ عاکف سعید
☆ مقامِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم: سورۃ الفتح کے آخری رکوع کی روشنی میں —— ڈاکٹر اسرار احمدؒ
☆ اتباعِ سنت —— پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
☆ اللہ کے دین پر ثابت قدمی کے وسائل (۲) —— محمد بن صالح المنجد
☆ تزکیہ نفس میں حدیث کا مقام —— حافظ محمد مشتاق ربانی
☆ قرآن اور کائنات —— ساجد محمود مسلم
☆ حاجی عبدالواحد صاحبؒ کی یادداشتیں (۱۴) —— حافظ قاسم رضوان

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ''بیان القرآن'' باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 30 روپے ☆ سالانہ زرِ تعاون (اندرون ملک) 300 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور

سانحہ کربلا

شہیدِ مظلوم رضی اللہ عنہ

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عزیمت و عظمت کی صحیح تصویر

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب اور آپ کی مظلومانہ شہادت کے بیان پر جامع تالیف

بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد

کی دو جامع اور مختصر مگر عام فہم اور محققانہ تاریخی کتابوں کا مطالعہ کیجئے

دونوں کتابوں کے سیٹ کی مجموعی قیمت
اشاعت خاص 90 روپے اشاعت عام 60 روپے (علاوہ ڈاک خرچ)

مکتبہ خدام القرآن لاہور
36۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 3-35869501
email:maktaba@tanzeem.org

Kashmir and Palestine: The story of two occupations

The India and Israel alliance has been described as a full-blown romance, but the ongoing siege of Kashmir makes this a bloody affair - covert for years.

India has bought arms from Israel since the 1960s. Indian Prime Minister Narendra Modi's visit to Israel earlier this year marked the 25th anniversary of full diplomatic relations.

The two nations are passionate about their brutal occupations of Kashmir and Palestine. India is one of Israel's biggest arms exports clients, spending about $10bn over the past decade. Indian police forces have been receiving training in Israel for "anti-terror" operations, which Israeli conducts against Palestinians.

Writing in the Middle East Review of International Affairs in 2004, Harsh Pant, professor of international relations at King's College London, frames the self-determination struggles in Kashmir and Palestine within a post-9/11 narrative of the "global scourge of Islamist terrorism".

This terror frame supports the economy of arms trade between India, Israel and the United States. In this story, the aggressive religious nationalisms of Zionism and Hindutva are neutral shared security interests. Kashmiri and Palestinian quests for self-determination are reduced to neighboring Muslim or Arab states causing unrest.

We live in a time when nation-states overtly commit war crimes, are cheered on by bloodthirsty majoritarian citizens, and literally get away with murder.

Kashmiris came out in thousands to mourn the state-murder of Burhan Wani. Kashmiri writers and journalists say that the savage response of the Indian state to the popular crowd support for the slain Wani was unprecedented.

The pellet gun, a weapon banned in many countries, was used to blind and maim hundreds from a one-year-old child to the elderly.

The dead numbered more than 70, and 6,000 or more were injured. These numbers continue to rise. Yet, Kashmiris continue to protest against the Indian state and call for Azadi (freedom).

These current events must be placed in a longer context. Since the 1990s, through a decade of armed struggle against the Indian state, state violence in Kashmir has taken its toll.

There are about 700,000 military personnel in the region - in other words, one soldier for 25 civilians. The Jammu and Kashmir Coalition of Civil Society reports more than 70,000 killings, about 10,000 forced disappearances and 7,000 mass graves.

Torture, rape, sexual violence, forced disappearances, and extra-judicial killings are widespread. These human rights violations are intricately linked to the denial of political sovereignty for Kashmiris.

We desperately need to reconsider our West versus non-West understanding of the geography of colonialisms. The years 1947 and 1948 mark the creation of the nation-states of India and Israel. These years scar Kashmiris and Palestinians.

Source: ***An artide written by Goldie Osuri for Al-Jazeera***

VOL : 26 Regd. C.P.L NO. 114 No.38

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore